القول المحتد على من لم يكفر المرتد

کرنے والوں کے شبہات کا ازالہ قرآن و حدیث اور ائمہ سلف کی روشنی میں

فہرست

مُقدّمۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَقدوَتنا مُحَمَّدٌعلیہ الصَّلَاۃُوَالتَسْلِیْم،امابعد.

مجھے معلوم ہوا کہ کچھ نوجوان یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کہ موجودہ زمانے میں مرتدین کو کافر نہیں کہنا چاہئے اور ان کے لئے بہانے اور عذر تراشتے ہیں۔ حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ مرتد لوگ کئی دروازوں سے کفر میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ کا نام لے کر میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ایسے دلائل ان کے سامنے لاؤں جن کے ذریعے سے ان لوگوں کو حق کے راستے کی رہنمائی ہو سکے۔ ہدایت دینے والی ذات اللہ کی ہی ہے اسی لئے اللہ سے یہ دعا کرتا ہوں میری اس تحریر کو کہ جو میں نے علماء کے اقوال سے مزین کی ہے حق کی وضاحت کا ذریعہ بنائے اور ہمیں اقوال وافعال میں خلوص عطا فرمائے اور ہمیں تا قیامت توحید پر ثابت قدم رکھے۔

آمین

ابوعبدالرحمٰن الاثری

فضیلۃ الشیخ سلطان بن بجاد العتیبی رحمہ اللہ

۱۴۲۲/۱۰/۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینه و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل له و من یضلل فلا ھادی له و اشھد ان لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک له و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولهٗ. اَمَّا بَعد!

مرتدین کو کافر کہنے میں یہ لوگ چار وجوہات کی بنا پر تردد کرتے ہیں:

① ان مرتدین کے پاس علماء ہیں جو ان کے لئے فتوے جاری کرتے رہتے ہیں۔

② انہیں متعین طور پر کافر نہیں کہا جا سکتا۔ جبکہ یہ مسئلہ تکفیر معین کا ہے۔

③ ان پر حجت قائم نہیں ہوئی۔ جبکہ یہ مسئلہ قیام حجۃ سے متعلق ہے۔

④ یہ لوگ جاہل ناسمجھ ہیں۔ جبکہ یہ مسئلہ جہل کے عذر کا ہے۔

اب ہم ترتیب وار ان چار وجوہات کا جواب دیتے ہیں:

① ان کے پاس علماء ہیں۔ جو ان کے لئے فتاوی جاری کرتے ہیں۔

اس غلط فہمی کا ازالہ دو طرح ہو سکتا ہے۔

❶ کیا ان کے علماء ان کے لئے کفر کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں (ہماری مراد ہے وہ مسائل جو متفق علیہ اور ظاہر ہیں جو کہ دین سے خود ہی معلوم ہو جاتے ہیں ۔خفیہ مسائل کے بارے میں ہم بات نہیں کر رہے) اگر علماء ایسا کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں سے پہلے تو یہ علماء ہی کافر و مرتد ہیں۔ ایسے متبعین اور متبوعین کے بارے میں متعدد مقامات پر قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے کہ وہ جہنم میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے۔ متبعین کہیں گے:

﴿ رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِھِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (الاعراف:۳۸)

’’اے ہمارے رب ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں دوگنا عذاب دیدے اللہ فرمائے گا سب کے لئے دوگنا (عذاب) ہے مگر تم جانتے نہیں۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْھَآ اِنَّ اللہَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ﴾(غافر:۴۷-۴۸)

’’جب یہ لوگ جہنم میں باہم دگر جھگڑتے ہوں گے۔ کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے ہم تمہارے پیروکار تھے کیا تم ہم سے عذاب میں کچھ کمی کر سکتے ہو؟ تکبر کرنے والے کہیں گے ہم سب ہی اس (عذاب) میں ہیں بے شک اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔‘‘

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰکُمْ عَنِ الْھُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا بَلْ مَکْرُ الَّیْلِ وَ النَّھَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّکْفُرَ بِاللہِ وَ نَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْٓ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ (سبا:۳۲-۳۳)

’’اور کاش (ان) ظالموں کو تم اس وقت دیکھو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے سے ردّ وکد کر رہے ہوں گے جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مؤمن ہو جاتے بڑے لوگ کمزوروں سے کہیں گے کہ بھلا ہم نے تم کو ہدایت سے جب وہ تمہارے پاس آچکی تھی روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم ہی گنہگار تھے کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (نہیں) بلکہ (تمہاری) رات دن کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب تم ہم سے کہتے تھے کہ اللہ سے کفر کریں اور اس کا شریک بنائیں اور جب عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں پشیمان ہوں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے پس جو عمل وہ کرتے تھے اسی کا انہیں بدلہ دیا جائے گا۔‘‘

یہ اللہ کی طرف سے خبر دی جا رہی ہے اور تنبیہ ہے کہ تابعداری کرنے والے اور ان کے مقتدا عذاب میں دونوں مبتلا ہوں گے ان کی تقلید انہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔

ایک اور آیت میں مزید وضاحت کی گئی ہے۔

﴿اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ﴾ (البقرة:١٦٦-١٦٧)

’’اس دن (کفر کے) پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الٰہی) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ (یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں اسی طرح اللہ ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکتے۔‘‘

ایک صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((من دعا الی ضلالة کا ن علیه من الا ثم مثل آثام من اتبعه لا ینقص من أوز ارهم شیئاً))(ترمزی:٢٦٧٤)

’’جس نے گمراہی کیطرف دعوت دی اسے بھی اس کے متبعین کے گناہ کے برابر گناہ ملے گا اگرچہ ان کے گناہ میں کمی نہ ہوگی‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ﴾(التوبة:٣١)

’’انہوں نے اپنے احبار ورھبان کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کو۔‘‘

احبار علماء کو اور رھبان، عبادت گزار کو کہا جاتا ہے۔

ترمذی میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے رسول ﷺ سے سنا کہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ تو میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ ہم تو احبار ورھبان کی عبادت نہیں کرتے تھے (پھر اللہ نے کیوں کہا کہ انہوں نے رب بنایا تھا؟) تو آپ نے فرمایا کیا (ایسا نہیں تھا کہ) یہ احبار اور رھبان اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام ٹھہراتے تھے؟ (اور یہ یہود ونصاریٰ) اسے تسلیم کرتے تھے؟ میں نے کہا جی ہاں ایسا ہوتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو ان کی عبادت تھی۔ (ترمزی:٣٠٩٥، التفسیرباب من سورة التوبه)

❷ اگر یہ کہا جائے کہ حکمرانوں کے ساتھ رہنے والے علماء کبھی حق بیان نہیں کرتے بلکہ سستی اور چشم پوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو کیا یہ علماء (حق بیان کرنے میں) سستی کرنے والے ہیں حق کو باطل کے ساتھ خلط کرتے ہیں یہ گمراہ ہیں اور گمراہ کر رہے ہیں؟ (ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ) اس صورت حال کو سمجھنے کے لئے دو تلخ باتوں کو سامنے رکھنا ہوگا:

① اگر یہ علماء ان حکمرانوں کے لیے بت پرستی اور غیر اللہ کی پکار کو جائز قرار دیدیں تو آپ ان کو کیا کہیں گے؟ کیا یہ کافر نہیں ہو جائیں گے؟ کیوں نہیں؟ (جب یہ بات ہے تو) پھر فرق کیوں کیا جائے اس کفر میں اور اُس کفر میں جو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر فیصلے کر کے کیا جاتا ہے۔ (اور ان کے کفر میں بھی کیوں فرق کیا جائے) جو موحدین کے خلاف افغانستان میں صلیبیوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ سے روکتے ہیں۔؟

اسی طرح پھر آپ کو موجودہ زمانے کے طاغوتوں کی تکفیر میں بھی تردد کرنا ہوگا اس لیے کہ ہر طاغوت کے حاشیہ نشیں احبار ورھبان ہیں جو ان کے سامنے کفر اور سرکشی کو خوبصورت کر کے دکھاتے ہیں جبکہ یہ سب سے بڑی گمراہی ہے۔ حق کے متلاشی کے لیے گذشتہ پیش کئے گئے دلائل ہی کافی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہمیں

معلوم ہے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جن تاتاریوں کو کافر کہا ہے اور ان کے کفر پر اجماع نقل کیا ہے ان (تاتاریوں) کے پاس بھی مفتی اور قاضی ہوتے تھے اسی طرح بنوعبید نے بھی قاضی اور مفتی مقرر کیے تھے۔ جمعہ اور پنج وقتہ نمازیں پڑھتے تھے مگر علماء نے ان کے کفر اور ارتداد اور ان سے قتال کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ان کے شہر دارالحرب ہیں تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔اس کے باوجود علماء نے ان کو کافر کہنے میں تردد نہیں کیا حالانکہ ان کے پاس بھی مفتی اور علماء ہوتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تکفیرمعین کے بارے میں ہم ائمہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ کہ ان کو معین طور پر کافر نہیں کہا جا سکتا تو یہ مسئلہ تکفیر معین کا ہے۔
اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ...... ﴾

(المائدة:٥٤)

''ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو اللہ دوسری قوم لے آئے گا۔''

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مومنوں میں ارتداد کا امکان ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))(صحيح بخاری،ترمزی:١٤٥٨،الحدود باب فی المرتد)

''جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کر دو۔''

''جس نے اپنا دین تبدیل کر دیا اسے قتل کردو''

یہ مسلمانوں میں مرتد ہونے والے کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک شخص کے لئے متعین ہے ورنہ اگر معین کو کافر قرار نہ دیا جائے تو قتل کیسے کیا جائے گا؟ جو لوگ اسے معین کے لئے حکم نہیں سمجھتے وہ ان کی رائے واضح طور پر باطل ہے اور یہ دراصل اللہ کے احکام اور حدود کو معطل کرنے والی رائے ہے۔

① شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف سے احمد بن عبدالکریم کی طرف (تحریر ہے) آپ کا خط ملا آپ نے جو مسئلہ خط میں لکھا ہے آپ اس کی وضاحت چاہتے ہیں اور آپ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں اشکال ہے جس کا ازالے کی خواہش ہے۔ پھر آپ کی طرف سے ایک خط آیا جس میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ کو شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک قول مل گیا ہے جس نے آپ کے اشکال کا ازالہ کر دیا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اسلام کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائے۔

شیخ رحمہ اللہ کا کلام کس بات پر دلالت کر رہا ہے کیا بتوں کی عبادت لات وعزیٰ کی عبادت سے بڑھ کر ہے؟ محمد ﷺ کے دین کی گواہی کے بعد اس دین کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسے ابوجہل کو گالی دینا ہے؟ کیا اسے کافر نہیں کہا جائے گا حالانکہ شیخ رحمہ اللہ کی عبارت معین کی تکفیر میں واضح اور صریح ہے۔ مثلاً ابن فیروز اور صالح بن عبداللہ وغیرہ کے بارے میں۔ ایسا کفر کہ جو دین سے خارج کر دینے والا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ کی کیا بات ہے؟ ابن قیم رحمہ اللہ کے کلام میں یہ سب کچھ واضح طور پر لکھا ہوا ہے جس کا میں نے ذکر کیا اور شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جس کلام نے آپ کا شبہ زائل کیا ہے اس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ جس نے اس بت کی پوجا کی جو یوسف کی قبر پر ہے یا اس جیسے اوروں کی اور تکالیف ومصائب اور خوشی وغیرہ میں پکارے اور انبیاء کے دین کا اقرار کرنے کے بعد اسے برا بھلا کہے اس کی مذمت کرے اور بتوں کی عبادت کو اختیار کیا (اس کی بطلان کے اقرار کے بعد) اب تم صرف ایک سیڑھی کے فاصلے پر ہو ابن رفیع جیسے لوگوں سے کہ اب تم بھی انبیاء کرام کے دین کو برا کہو گے اور عیدروس اور ابی حدید کی عبادت کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ لیکن تمہارا معاملہ اللہ مقلب القلوب کے اختیار میں ہے میں تمہیں سب سے پہلے یہ نصیحت کروں گا کہ صرف یہ ضرور سوچ لینا کہ جو شرک تمہارے پاس ہے کیا یہ وہی شرک ہے جس سے رسول ﷺ نے اہل مکہ کو منع کیا تھا؟ یا وہ کچھ اور تھا اور یہ کچھ اور ہے یا وہ زیادہ سخت شرک تھا؟ یا یہ تمہارا والا زیادہ بڑا شرک ہے؟ تم نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول ﷺ کے زمانے سے لے کر ہمارے اس دور تک (مسلمانوں یا علماء نے) اہل ملت میں سے نہ کسی کو قتل کیا نہ کافر قرار دیا ہے۔ (تو اس کا جواب ملاحظہ کریں)

تکفیر معین کے دلائل

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کیا تم نے یہ آیت نہیں دیکھی:

﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾(احزاب:٦٠)

''اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے باز نہ آئے۔''

پھر آیت ہے:

﴿مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا﴾(احزاب:٦١)

''ان پر لعنت کی گئی ہے جہاں بھی ہوں انہیں جکڑ لیا جائے اور بری طرح قتل کر دیا جائے''

یہ آیت بھی ذہن میں رکھیں:

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا﴾(النساء:٩١)

''تم کچھ لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اس میں اوندھے منہ گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور نہ تمہاری طرف (پیغام) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو ان کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو۔''

انبیاء کے بارے میں اعتقاد سے متعلق فرمان ہے:

﴿اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(آل عمران:٨٠)

''بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیب دیتا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے۔''

وہ حدیث بھی ذہن میں رکھیں کہ رسول ﷺ نے ایک شخص کو جھنڈا دے کر بھیجا کہ اس شخص کو قتل کر دو جس نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا تھا اور اس کا مال لوٹ لے۔ اب بھلا سوچیں کہ دونوں میں سے کون سا جرم اور گناہ بڑا ہے سوتیلی ماں سے شادی یا جانتے بوجھتے انبیاء کے دین کو برا بھلا کہنا؟

یہ بھی یاد رکھیں کہ رسول ﷺ نے بنو المصطلق کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ انہوں نے زکاۃ سے انکار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس امت کے سب سے زیادہ عبادت گزار اور عبادت میں کوشش کرنے والے (خوارج) کے بارے میں فرمایا۔

((لئن أدركتهم لأ قتلنهم قتل عاد،أينما لقيتمو هم فاقتلوهم،فان فى قتلهم أجراًلمن قتلهم يوم القيامة))(استتابة المعاندين والمرتدين باب قتال الخوارج والملحدين)

''کہ اگر میں انہیں پالوں تو انہیں عاد و ثمود کی طرح قتل کر دوں گا انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو۔ جس نے انہیں قتل کیا اسے قیامت کے دن ثواب ملے گا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مانعین زکاۃ کے خلاف قتال کیا ان کے بچوں کو قیدی اور ان کے مال کو غنیمت کے طور پر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان مسجد کوفہ والوں کے قتل اور ان کے کفر اور ارتداد پر اجماع ہے جب انہوں نے مسیلمہ کذاب کی حمایت میں کچھ باتیں کی تھیں۔ البتہ ان کی توبہ قبول کرنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف تھا۔(استتابة المعاندين والمرتدين باب قتل من ابى قبول الفرائض)

جیسا کہ صحیح بخاری اور اس کی شرح میں موجود ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمر کے استفسار پر متفقہ فیصلہ دیا تھا اس شخص کے خلاف جو بدری بھی تھا مگر شراب کو حلال قرار دیا تھا اس آیت سے استدلال کر کے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾(المائدة:٩٣)

''جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان پر ان چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جبکہ انہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام کیے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکوکاری کی اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کے کفر پر بھی اجماع نقل کیا ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقیدہ رکھتا ہو (جیسا کہ یہ لوگ عبدالقادر کے بارے میں رکھتے ہیں) کہ وہ مرتد ہے اسے قتل کیا جائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں زندہ جلا دیا تھا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جلانے کی مخالفت کی اور تلوار سے قتل کرنے کا کہا تھا اگرچہ وہ لوگ قرون اول کے لوگ تھے (جنہیں خیر القرون کہا گیا ہے) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کر چکے تھے۔ تابعین رحمہم اللہ میں سے اہل علم نے جعد بن درہم اور اس جیسے لوگوں کے قتل پر اجماع کیا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہر صاحب سنت اللہ کا شکر کرتا ہے قربانی پر اللہ کے قرب کا طالب اللہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر ہم ان لوگوں کی گنتی شروع کر دیں جنہیں اسلام کے دعوے کے باوجود علماء نے کافر مرتد واجب القتل قرار دیا ہے تو فہرست بہت لمبی ہو جائے گی۔ البتہ آخری واقعہ جو اس سلسلے کا ہے وہ بیان کرنا ضروری ہے وہ ہے مصر کے بادشاہوں بنو عبید اور ان کے گروہ کا جو کہ اہل بیت ہونے کے دعویدار تھے۔ جمعہ اور پنجگانہ نمازوں کی پابندی کرتے تھے انہوں نے قاضی اور مفتی مقرر کر رکھے تھے مگر علماء نے ان کے کفر، ارتداد اور ان سے قتال پر اجماع کیا ان کے علاقوں کو دار الحرب اور ان سے قتال واجب قرار دیا اور انہیں ناپسندیدہ اور قابل نفرت قرار دیا۔

شیخ رحمہ اللہ کا کلام اقناع اور اس کی شرح میں دیکھ لیں جو ارتداد کے بارے میں ہے کس طرح انہوں نے کتنی ایسی اقسام ذکر کی ہیں جو ہمارے ہاں موجود ہیں۔ منصور کہتے ہیں: یہ فرقے بہت زیادہ ہو گئے ہیں انہوں نے بہت سے اہل توحید کے عقائد بگاڑ دیئے ہیں۔ (اللہ ہمیں ان سے بچائے) پھر کہتے ہیں: کہ ان میں سے کسی کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کا مال بھی لوٹا جا سکتا ہے۔ کیا منصور کے دور تک اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی یہ کہا ہو کہ ان تمام لوگوں کو کافر کہا جائے، مگر معین کر کے نہیں؟ (ایسا کسی نے نہیں کہا) جہاں تک شیخ رحمہ اللہ کی اس عبارت کا تعلق ہے جسے ان لوگوں نے آپ کے سامنے دوسرے رنگ میں پیش کیا ہے تو وہ عبارت دراصل زیادہ سخت ہے بنسبت ان دیگر اقوال وفتاویٰ کے اگر ہم شیخ رحمہ اللہ کے اس قول کو اپنا لیں تو ہمیں بہت سے مشہور لوگوں کو معین طور پر کافر کہنا پڑے گا اس لیے کہ شیخ کے قول میں اس طرح کہا گیا ہے کہ معین کو کافر نہیں کہا جائے گا جب تک حجت قائم نہ کی جائے۔ جب حجت قائم ہونے تک کسی معین کو کافر نہیں کہا جا سکتا تو پھر سب کو معلوم ہے کہ قیام حجۃ کا معنی یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو اسی طرح سمجھے جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا تھا۔ بلکہ (حجت کا قیام یہی ہے کہ) اسے اللہ ورسول ﷺ کا کلام پہنچ جائے اور اس کے پاس کوئی عذر نہ ہو تو پھر اسے کافر کہا جائے گا جیسا کہ کفار پر حجت قائم ہوئی تھی۔'' قیام حجۃ کے لئے کلام کا پہنچنا ضروری ہے، وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے'' قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾(الانعام:۲۵)

''ہم نے ان کے دلوں پر تو پردے ڈال دیئے ہیں کہ ان کو سمجھ نہ سکیں۔''

(خلاصہ کلام: تکفیر معین کے لیے قیام حجۃ بس یہ ہے کہ اُس شخص تک اللہ اور رسول ﷺ کا کلام پہنچ جائے۔ وہ کلام سمجھ میں نہ آئے یہ ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت میں کفار کے بارے میں مذکور ہوا)

شیخ رحمہ اللہ کا کلام جو کہ خفی اقوال اور زیر بحث مسئلہ تکفیر معین میں فرق سے متعلق ہے اسے بھی ملاحظہ کریں۔ اس میں یہ بھی دیکھیں کہ انہوں نے بڑے بڑے سرغنہ کو نام لے کر معین طور پر کافر قرار دیا ہے انہیں واضح طور پر مرتد کہا ہے۔ اسی طرح شیخ رحمہ اللہ نے فخر الدین رازی کو اسلام سے مرتد قرار دیئے جانے پر اجماع نقل کیا ہے جبکہ وہ (فخر الدین رازی) تمہارے علماء کے نزدیک ائمہ اربعہ میں سے ہے شیخ رحمہ اللہ کے کلام سے جو آپ نے سمجھا ہے کہ معین کو کافر نہیں کہا جا سکتا کیا شیخ رحمہ اللہ کی یہ باتیں اس سے مناسبت رکھتی ہیں؟(الدرر السنية ١٠/٦٣-٧٣)

② شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابو بطین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابو بطین کی جانب سے محترم بھائی عبداللہ بن شومر کے نام یہ تحریر ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ان افعال کا ارتکاب کرے جو کافر بنا دینے والے ہیں تو کیا اسے معین کر کے (یعنی نام لے کر) کافر قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: قرآن وسنت اور اجماع علماء سے ثابت ہوتا ہے کہ مثلاً غیر اللہ کی عبادت کر کے اللہ کے ساتھ شرک کرنا کفر ہے۔ اب جو شخص اس طرح کا کفریہ کام کرتا ہے یا اسے اچھا سمجھتا ہے تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس طرح کے عمل کے مرتکب کا نام لیکر بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں عمل کی وجہ سے کفر کر بیٹھا ہے یا کافر ہو گیا ہے۔ فقہاء نے باب حکم المرتد میں بہت سی ایسی باتیں یا افعال کا تذکرہ کیا ہے جن کے ارتکاب سے کوئی مسلمان کافر مرتد بن جاتا ہے۔ اس باب کا آغاز وہ اس طرح کرتے ہیں: جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ کافر ہوا: اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے توبہ کروائی جائے اگر توبہ کر لی ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ توبہ معین شخص سے ہی کروائی جا سکتی ہے۔ جب کچھ اہل بدعت نے امام شافعی رحمہ اللہ کے سامنے کہا کہ قرآن مخلوق ہے تو امام صاحب نے فرمایا: تم نے اللہ کے ساتھ کفر کر لیا۔ تکفیر معین کے بارے میں بہت سے علماء کے اقوال موجود ہیں شرک کی سب سے بڑی قسم غیر اللہ کی عبادت ہے اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ کفر ہے اور جو شخص اس کا مرتکب پایا گیا اس کو کافر قرار دینے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا نام لے کر کہا جاتا ہے فلاں زانی ہے جو سود لیتا ہے تو اس کا نام لے کر اسے سود خور کہا جاتا ہے۔ (مجموعة الرسائل والمسائل النجدية: ١/٦٥٧)

شیخ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ہم تکفیر معین کے بارے میں کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات اور احادیث مبارکہ اور جمہور علماء کے اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو اس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کر لی۔ دلائل معین و غیر معین کی تکفیر میں فرق نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ﴾ (النساء: ٤٨)

''اللہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔''

فرمان ہے:

﴿فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡھُمۡ﴾ (التوبة: ٥)

''مشرکوں کو قتل کرو جہاں بھی انہیں پاؤ۔''

یہ حکم عام ہے ہر مشرک کے بارے میں ہے۔ تمام علماء فقہ کی کتابوں میں مرتد کا حکم ذکر کرتے ہیں اور کفر و ارتداد (کے اسباب) میں سب سے پہلے جس چیز کا ذکر کرتے ہیں وہ شرک ہے۔ یہ کہتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ شرک کر لیا اس نے کفر کیا یعنی وہ کافر ہوا، علماء سلف لاعلم شخص کو مستثنیٰ نہیں کرتے اور جس نے یہ خیال کیا (یعنی یہ عقیدہ رکھا) کہ اللہ کی بیوی ہے یا اس کی اولاد ہے تو وہ بھی کافر ہوا اس مسئلہ میں لاعلمی کو مستثنیٰ خیال نہیں کیا۔ جس نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی وہ کافر ہوا جس نے اللہ کا یا اس کے رسولوں کا یا کتابوں کا مذاق اڑایا وہ بالاجماع کافر ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ﴾ (التوبة: ٦٦)

''معذرتیں (بہانے) مت پیش کرو تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

اس طرح بہت سی باتوں کا ذکر یہ علماء کرتے ہیں جن کا مرتکب بالاجماع کافر ہوتا ہے اور اس میں وہ معین اور غیر معین کا فرق نہیں کرتے پھر یہ علماء کہتے ہیں: جو اسلام سے مرتد ہوا اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ انہوں نے توبہ کروانے سے پہلے ارتداد کا حکم لگایا ہے۔ توبہ ارتداد کے حکم کے بعد کروانے کا حکم ہے جبکہ توبہ معین سے کروائی جاتی ہے۔ (الدرر السنية: ١٠/٤٠١)

③ شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا تکفیر معین کے بارے میں جو قول ہے تو وہ مخصوص مسائل سے متعلق ہے جن کی دلیل مخفی ہوتی ہے (ہر آدمی اس دلیل کو نہیں سمجھ پاتا سوائے علماء کے) جیسا کہ تقدیر کا مسئلہ ہے ارجاء ہے اسی طرح کے دیگر وہ مسئلے جو خواہشات کے پیروکاروں نے بنائے

ہوئے ہیں۔ان کے بعض اقوال قرآن وسنت متواترہ کے رُو سے کفریہ ہیں۔کسی نص کورد کرنے والاقول زبان سے نکالنا کفر ہے مگراس کے کہنے والے پر کفر کاحکم اس لیے نہیں لگتا کہ شاید وہ لاعلم ہو اسے یا تو نص کا ہی علم نہ ہو یا اس کی دلالت سے واقف نہ ہو جبکہ شریعت پر عمل اس وقت لازم ہے جب وہ کسی کو پہنچ جائے اس لیے ان کا یہ کلام اہل الاہواء (خواہشات کے پیروکاروں) کی بدعت کے ضمن میں کیا گیا ہے۔اس بنیاد پر انہوں نے بعض متکلمین کو متعین طور پر کافر کہا ہے کہ جب یہ مسئلہ ثابت ہو چکا کہتے ہیں: اور یہ مسائل خفیہ میں ہوتا ہے کہ کسی کو کافر نہیں کہا جاتا۔اور اگر ظاہر اور واضح مسائل میں (کفریہ قول یا عمل) واقع ہو یا ایسے امور میں کہ جو دین سے خود بخود معلوم ہوتے ہیں تو ایسے شخص کی تکفیر میں توقف نہیں کیا جاتا۔(کشف الشبہتین:ص ۸۳)

④ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فخرالدین رازی نے ((السر المکتوم فی عبادۃ النجوم)) لکھ کر مرتد ہو گئے ہیں۔ہاں اگر اس کے بعد توبہ کی ہوتو (اور بات ہے) شیخ رحمہ اللہ نے فخرالدین رازی کو معین طور پر کافر کہا جب اس نے شرک کو مزیّن کر دیا۔شیخ رحمہ اللہ کا کلام تو یہ ہے مگر جس کے دل کو اللہ نے ٹیڑھا کر دیا ہے وہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کر رہا ہے۔کہ وہ تکفیر معین کے قائل نہیں تھے۔حالانکہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا فتویٰ تکفیر فخرالدین رازی اور ابومعشر وغیرہ مشہور مصنفین کے بارے میں ہے کہ وہ کافر ہیں اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں یہاں تک کہ فخرالدین رازی کے بارے میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا فتویٰ تمام مسلمانوں میں مشہور ہوا تھا۔تاکہ ہر مسلمان جان سکے کہ اس امت میں کس طرح شرک واقع ہو چکا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے متکلمین پر بحث کرتے ہوئے رازی کو کافر مرتد کہا اور: ((السر المکتوم)) کو اس کے کفر وارتداد کی وجہ اور دلیل بنایا کہ یہ کتاب لکھ کر رازی باتفاقِ مسلمین مرتد ہے۔ (الدرر السنیۃ: ۱۱/۴۵۲)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کا کلام رازی کے بارے میں گزر چکا کہ رازی نے مشرکوں کے دین (کی تعریف) میں کتاب لکھی، لہٰذا وہ واضح طور پر مرتد ہے۔ یہ تکفیر تعین ہوا۔شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ نے بھی بشر بن مریسی کی تکفیر پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے یہ بھی معین شخص کو کافر قرار دیا گیا ہے۔اس طرح جہم بن صفوان، جعد بن درہم، طوسی نصیر الشرک، تلمسانی، ابن سبعین، فارابی، جو کہ ملحدین اور وحدۃ الوجود کے ائمہ ہیں اور ابومعشر بلخی وغیرہ۔(کو کافر قرار دیا جا چکا ہے اور یہ سب تکفیر معین ہے)۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے افادۃ المستفید میں تکفیر معین کے بارے میں مکمل بحث کی ہے جس سے قلب کو تسلی وتشفی ہو جاتی ہے۔(کشف الشبہتین:ص ۹۶)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے دینداری وعلمیت کا دعویٰ کرنے والے کچھ لوگوں اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف اپنی نسبت کرنے والے سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور بتوں کی عبادت کی تو اس پر متعین طور پر کفر وشرک کا اطلاق نہیں ہوگا (اسے متعین طور پر کافر ومشرک نہیں کہا جائے گا) مگر انہی لوگوں میں سے ایک شخص کے منہ سے میں نے خود سنا ہے کہ وہ رسول ﷺ کو پکارنے والے آپ ﷺ سے فریاد کرنے والے ایک شخص کو مشرک کافر کہہ رہا تھا تو ایک آدمی نے کہا کہ اسے کافر مت کہو جب تک اسے کفر نہ سمجھا دو (کہ کفر ہے کیا؟) یہ جو کہنے والا آدمی تھا کہ پہلے اسے کفر کی پہچان کراؤ پھر کافر کہو تو یہ اور اس جیسے دیگر لوگ سفر میں حضر میں کہیں بھی مشرکوں کے ساتھ میل جول کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ یہ سب سے بڑے کافروں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ان مشرک اساتذہ نے اپنے ایسے شاگردوں کے لیے) کچھ اعتراضات گھڑ رکھے ہیں (کچھ کا تذکرہ اس کتاب میں آئے گا) ان مشرکوں کے یہ تابعدار اور کمتر وکم علم جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے ان اعتراضات وشبہات کو لے کر بحث مباحثے کرتے ہیں (اس لیے کہ بظاہر مسلمان ہے یہ لوگ) دراصل اپنے مسلمان بھائیوں سے تو جسمانی لحاظ سے علیحدہ ہو چکے ہیں اور اپنے مشائخ سے دلی طور پر کنارہ کش ہو گئے ہیں یہ خود بھی اجنبی بن گئے ہیں اور دوسروں (مسلمان) ان کے لیے اجنبی ہیں اس لیے کہ یہ اس طرح کے شبہات کا اظہار کر چکے ہیں اور مشرکوں وفاسقوں کے ساتھ میل جول سے ان پر شکست خوردگی کے آثار نمایاں ہیں تحقیق پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ مشرکوں کو کافر نہیں کہتے البتہ عمومی طور پر کہتے ہیں اور آپس میں یہ لوگ اس طرح کے فتوے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں پھر ان کی یہ بدعت اور شبہات ان کے ساتھ رہنے والوں میں بھی سرایئت کر گئے (شیخ اسحاق رحمہ اللہ نے عدم تکفیر معین کو بدعت کہا ہے) اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ان لوگوں نے اصول کی کتب کا مطالعہ ترک کر دیا ہے ان کی طرف توجہ دینا چھوڑ دیا ہے انہیں گمراہ ہونے کا ڈر نہیں رہا ہے۔انہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور ان کے بیٹوں کے رسائل سے بھی بے رغبتی کی ہے ورنہ ان شبہات کے ازالے اور وضاحت کے لیے یہ رسالے کافی تھے موجودہ دور میں لوگوں کی حالت پر غور کریں اور ان مشائخ کی یہ آراء دیکھیں تو ادنیٰ معلومات رکھنے

والا بھی حیران رہ جاتا ہے اس لیے کہ ہم نے ابھی جن کا ذکر کیا ہے ان سے جب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ جو ان مزارات یا قبوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان مزارات کے مجاوروں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ ان کا کیا حکم ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ان کا یہ عمل تو شرک ہے مگر یہ لوگ مشرک نہیں ہیں۔ یہ جواب العراقی کے جوابوں میں سے ایک ہے یعنی داؤد بن جرجیس جس پر شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''منهاج التأسيس والتقديس'' میں رد کیا ہے۔

(عقيدة المؤحدين - حكم تكفير المعين والفرق بين قيام الحجة وفهم الحجة:١٦٩، ١٧٠)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مفيد المستفيد في كفر تارك التوحيد'' میں لکھتے ہیں: ابوالعباس رحمہ اللہ مانعین زکاۃ کے کفر پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مانعین زکاۃ میں سے کسی سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ تم زکاۃ کے وجوب کے قائل ہو یا منکر؟ خلفاء راشدین یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے یہ بات کسی سے منقول نہیں بلکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ اللہ کی قسم اگر انہوں نے وہ رسی بھی روک لی جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔ یعنی قتال کے جواز کے لئے مطلق منع کرنا یا نہ دینا ہی کافی ہے، انکار کرنا ضروری نہیں۔

روایت میں آتا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ زکاۃ کے قائل تھے مگر انہوں نے بخل سے کام لیا کنجوسی کی وجہ سے زکاۃ نہیں دی مگر اس کے باوجود خلفاء نے ان کے بارے میں ایک ہی جیسا رویہ اختیار کیا یعنی ان کے جنگجوؤں کو قتل کرنا ان کے بچوں کو قیدی بنانا اور ان کے مال کو بطور غنیمت کے لینا ان کے مقتولوں کو جہنمی قرار دیا گیا اور انہیں مرتد کہا گیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سب سے بڑی فضیلت مانعین زکاۃ سے مقابلے پر ثابت قدم رہنا ہے۔ انہوں نے دوسروں کی طرح قتال سے توقف نہیں کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے توقف کرنے والوں سے مناظرہ کیا یہاں تک وہ اپنے قول سے رجوع کرنے پر مجبور ہوئے (اور اس بات پر متفق ہوئے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات صحیح ہے مانعین زکاۃ سے قتال کرنا چاہیے) اسی طرح مسیلمہ کذاب کی نبوت ماننے والوں سے قتال کرنے پر کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

شیخ رحمہ اللہ کے کلام پر غور کرنا چاہیے کہ وہ تکفیر معین کے بارے میں کس طرح دلیل پیش کررہے ہیں کہ جب کسی کو آگ سے قتل کیا جائے۔ ان کے بیوی بچوں کو قید کرلیا جائے زکاۃ نہ دینے کی وجہ سے اس کے باوجود کچھ لوگ شیخ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب کریں کہ وہ تکفیر معین کے قائل نہ تھے؟ اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان لوگوں (مانعین زکاۃ) کا کفر اور ارتداد باتفاقِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے کتاب وسنت کے دلائل پر مبنی ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مصنف تھا جس کا نام ابن المفید تھا۔ میں نے اس شخص میں جو کچھ دیکھا ہے تو (میں سوچتا ہوں کہ) تکفیر معین کا انکار کیسے کیا جاتا ہے؟ ائمہ کے دیگر متبعین کی تکفیر کے بارے میں جو کہ آراء ہیں ہم ان میں سے چند کا تذکرہ کرتے ہیں:

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا کلام تو اس بارے میں سرفہرست ہے۔

احناف کی رائے: اس بارے میں احناف کی رائے سب سے زیادہ سخت ہے وہ تو متعین طور پر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو مصحف کو مصیحف کہے (مصحف قرآن کو کہتے ہیں مصیحف تصغیر کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے چھوٹا سا قرآن (نعوذ باللہ) یا مسجد کو مسیجد (تصغیر کے صیغہ کے ساتھ تحقیراً کہے) یا بغیر وضو کے نماز پڑھے وغیرہ۔

النہر الفائق میں ہے کہ شیخ قاسم نے شرح درر البحار میں لکھا ہے کہ وہ نذر بالا جماع باطل ہے جو اکثر عوام کرتے ہیں کہ کسی نیک آدمی کی قبر پر آ کر کہتے ہیں یا فلاں اگر میرا گمشدہ شخص یا چیز مل جائے۔ یا میرے مریض کو شفا ہو جائے تو تیرے مزار کے لیے اتنا سونا یا چاندی، یا تیل، چراغ وغیرہ دوں گا۔ اس کے باطل ہونے کی چند وجوہات ہیں...... کبھی میت کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس تصرف کا اختیار ہے وہ تصرف کرسکتا ہے معاملات میں تو یہ اعتقاد کفر ہے اس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں خاص کر احمد بدوی کے بارے میں (یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے)۔ کتنی وضاحت سے کہا کہ یہ کفر ہے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں اور اکثر علماء اب آزمائش میں پڑ گئے ہیں کہ اب اس کا ازالہ نہیں کرسکتے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے جب بانسری یا ڈول کی آواز سنی تو کہا کہ یہ بالا جماع حرام ہے میں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا فتویٰ دیکھا ہے کہ جس نے اس (بانسری یا ڈول بجانے کو) حلال کہا تو وہ کافر ہے جب اس کی حرمت پر اجماع ہے تو پھر اس کو حلال سمجھنے والے کو کافر کہنا لازم ہے۔ میں نے امام قرطبی اور شیخ رحمہ اللہ کا کلام دیکھا جس نے رقص اور گانا سننے کو حلال کہا وہ کافر ہے۔ حالانکہ یہ گانا وغیرہ تو اس سے کم درجے کا ہے جس پر ہم بحث کررہے ہیں اور اس پر کئی دفعہ اجماع ہو چکا ہے۔

ابوالعباس رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ابن الخضیری رحمہ اللہ نے اپنے والد الخضیری رحمہ اللہ کے (جو کہ حنفیہ کے امام ہیں اپنے زمانے میں) توسط سے فقہاء بخارا کی رائے بتاتی

ہے۔ کہ ان سب نے ابن سینا کو کافر کہا ہے۔ حالانکہ یہ متعین شخص ہے جو کہ بظاہر مسلمان تھا۔

مالکیہ کی رائے: اس بارے میں مالکیہ کے اقوال لاتعداد ہیں ان کے فقہاء نے بہت جلدی فیصلہ کیا اور فتویٰ دیا کہ اگر کسی آدمی نے کلمہ اس طرح ادا کیا کہ اسے اکثر لوگ سمجھ نہ سکے تو اسے قتل کر دیا جائے گا (قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہ بات کتاب الشفاء کے آخر میں لکھی ہے) اسی طرح مالکیہ کا یہ فتویٰ بھی منقول ہے کہ اگر کسی نے تعظیم کے طور پر غیر اللہ کی قسم کھالی تو وہ کافر ہے۔ یہ کفریہ فتویٰ ان مسائل میں دیئے گئے ہیں جن کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں۔

شافعیہ کی رائے: الروضہ میں لکھا ہے کہ ہمارے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ اگر کسی نے نبی ﷺ کے لئے (آپ ﷺ کے نام پر) ذبح کیا تو وہ کافر ہے۔ یہ بھی مسلّم ہے کہ اگر کسی نے ابن عربی کے گروہ میں شک کیا وہ کافر ہے۔ یہ بھی ہمارے بیان کردہ معاملے سے کم درجے کا ہے (اس لیے کہ ہم تو حید اور تحکیم اور بت پرستی طاغوت پرستی کی بات کر رہے ہیں) ابن حجر الہیثمی نے شرح اربعین میں کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب تم سوال کرو تو صرف اللہ سے کرو (اس حدیث کی روسے) جس نے غیر اللہ کو پکارا وہ کافر ہے اس بارے میں انہوں نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "اعلام بقواطع الاسلام" اس کتاب میں ایسے بہت سے افعال واقوال کا ذکر ہے اور ہر ایک کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ اسلام سے خارج کر دینے والا ہے اس کے مرتکب کو متعین طور پر کافر کہا جا سکتا ہے۔ اس میں جتنے اقوال وافعال مذکور ہیں وہ ہمارے زیر بحث مسئلے کا عشر عشیر بھی نہیں۔ سب سے بہترین دلیل جس سے کوئی مؤمن مطمئن ہو سکتا ہے اس کے یقین میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اس مسئلے میں پایا جانے والا اشکال دور ہو سکتا ہے وہ رسول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے علمائے اسلام کا موقف جیسا کہ رسول ﷺ سے متعلق روایات میں آتا ہے کہ براء کو ایک جھنڈا دے کر اس آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا جس نے سوتیلی ماں سے شادی کی تھی۔

اسی طرح آپ ﷺ کا بنو المصطلق سے جنگ کرنے کا ارادہ جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ انہوں نے زکاۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مانعین زکاۃ کے خلاف جنگ اور اس جنگ وقتال پر اجماع ہے۔

اس طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں قدامہ بن مظعون اور اس کے ساتھیوں کی تکفیر پر اجماع اگر وہ توبہ نہ کریں۔ اور اللہ کے فرمان کو صحیح طور پر نہ سمجھ لیں۔ یعنی اس فرمان کو جس میں ہے۔

﴿لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا﴾(المائدۃ:۹۳)

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے ان پر گناہ نہیں ہے جو انہوں نے چک لیا جب وہ تقویٰ دار بنے اور ایمان لائے۔"

اس آیت کے مدنظر اس گروہ نے بعض خاص لوگوں کے لیے شراب حلال قرار دی تھی۔ اسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مسجد والوں کو بالا جماع کافر قرار دیا تھا جنہوں نے مسیلمہ کذاب کی نبوت کے بارے میں (تعریفی یا تائیدی) بات کی تھی حالانکہ انہوں نے مسیلمہ کذاب کی تابعداری نہیں کی تھی۔ البتہ ان کی توبہ قبول کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف تھا۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ان ساتھیوں کو جلایا تھا جنہوں نے ان کے بارے میں غلو سے کام لیا تھا۔ تابعین رحمہم اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اجماع کیا تھا مختار بن ابی عبید اور اس کے متبعین کی تکفیر میں حالانکہ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رحمہم اللہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اسی طرح تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد کے علماء کا جعد بن درہم کے قتل پر اجماع حالانکہ وہ عالم اور دیندار مشہور تھا۔ اس طرح کے لاتعداد واقعات ہیں جو تکفیر معین پر دلالت کرتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے نہیں کہا تھا کہ آپ بنوحنیفہ کو کیسے قتل کریں گے جبکہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں قربانی کرتے ہیں؟ اسی طرح کسی نے بھی قدامہ اور اس کے ساتھیوں کو کافر قرار دینے میں کوئی مشکل محسوس نہ کی (اگر وہ توبہ نہ کریں تو) اسی طرح بعد کے ادوار تک آتے رہیں تو نبی عبید القداح جنہوں نے یورپ، مصر، شام وغیرہ پر حکومت کی وہ خود کو مسلمان کہتے تھے بظاہر مسلمان تھے جمعہ اور باجماعت نماز کا بھی اہتمام کرتے تھے قاضی اور مفتی انہوں نے مقرر کر رکھے تھے مگر جب انہوں نے کچھ اقوال وافعال کا اظہار کیا تو کسی بھی عالم کے لیے ان کے خلاف قتال کا فتویٰ دینے میں مشکل پیش نہ آئی نہ ہی کسی نے فتویٰ لگانے میں توقف کیا یہ ابن جوزی رحمہ اللہ کا دور تھا ابن جوزی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا: ((النصر علی فتح مصر)) کسی بھی عالم سے یہ نہیں سنا گیا کہ اس نے اس فتویٰ کو غلط سمجھا ہو اس پر اعتراض کیا ہو یا ان کے دعوائے اسلام کی وجہ سے کسی نے فتوی دینا مشکل سمجھا ہو۔ یا ان کے لا الٰہ الا اللہ کہنا اس فتویٰ میں رکاوٹ

بناہو۔ یا انکی ارکان اسلام کی ادائیگی۔ البتہ کچھ ملعون ایسے ہیں اس دور میں جو کہتے ہیں کہ فلاں کام شرک ہے مگر وہ شخص کافر نہیں ہے جس نے شرکیہ عمل کیا یا اسے اچھا کہا یا اس کے مرتکبین کے ساتھ رہا یا توحید کی مذمت کی یا موحدین سے لڑائی کی توحید کی وجہ سے، یا توحید کی وجہ سے ان سے نفرت کی اس لیے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا قرار کرتا ہے یا اسلام کے ارکان خمسہ کا پابند ہے یہ لوگ اپنی اس بات پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں مسلمان کہا ہے یہ بات پہلے کسی نے نہیں کہی تھی سوائے ان بے دین، جاہل اور ظالم لوگوں کے (شیخ رحمہ اللہ نے ان کو اتنے القاب سے نوازا اور یہ بھی بتایا کہ ان کے علاوہ اور کسی نے یہ بات نہیں کی) اگر یہ لوگ اہل علم کی کسی بات سے واقفیت حاصل کرتے یا جس بات کو یہ اپنی اس احمقانہ رائے کے لئے دلیل بنا رہے ہیں اس بات کو ہی سمجھ لیتے تو بہتر ہوتا مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

((أقاويل لا تعزى الى عالم فل　　　تساوى فلساًان رجعت الى نقد))

''یہ صرف باتیں ہیں جو کسی عالم کی طرف منسوب نہیں اگر ان کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو یہ ایک پیسے کی بھی نہیں۔''

(مجموعة مؤلفات محمد بن عبدالوهاب رحمہ اللہ ٦/ ٢١٠-٢١٥)

شیخ عبداللطیف اور شیخ ابراہیم بن سلیمان بن سحمان رحمہم اللہ فرماتے ہیں: جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں قول کفر ہے مگر اس کے کہنے والے کو ہم کافر نہیں کہہ سکتے۔ یہ کہنا تو سراسر جہل ہے اس لیے کہ یہ مسئلہ تکفیر معین سے متعلق ہے کہ کفر کا یہ فتویٰ معین پر لگے اور تکفیر معین کا مسئلہ معروف ومشہور ہے کہ اگر کسی نے کفریہ بات کی تو کہا جائے گا کہ جس نے یہ (کفریہ) بات کی وہ کافر ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہے کہ معین شخص کو (یعنی نام لیے کر) نہیں کہا جائے گا یہ شخص کافر ہے جب تک اس پر حجت قائم نہ کی جائے ایسی حجت کا تارک کافر ہوتا ہے مگر توحید کے علاوہ یہ مسائل خفیہ میں ہے جن کی دلیل مخفی ہوتی ہے بعض لوگوں پر (ہر شخص ان مسائل اور ان کے دلائل سے واقف نہیں ہوسکتا) جیسا کہ تقدیر یا ارجاء وغیرہ کا مسئلہ ہے اور خواہش پرستوں نے جو کچھ کہا ہے تو ان کے اقوال کفریہ امور پر مشتمل ہیں کہ وہ کتاب وسنت کے نصوص کو رد کرنے والے قول ہیں مگر ان کے کہنے والے کو کافر اس لیے نہیں کہا جائے گا کہ شاید اسے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ وہ نص یا اس کی دلالت کے خلاف بات کر رہا ہے۔ جبکہ شریعت کے احکام اس وقت لازم ہوتے ہیں جب وہ کسی تک پہنچ جائیں یہ بات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی متعدد کتب میں لکھی ہے۔ ان مسائل کے لکھنے کے بعد شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کئی افراد کو متعین طور پر کافر بھی کہا ہے عدم تکفیر مسائل خفیہ میں ہوتا ہے اور جو (کفریہ) باتیں واضح وظاہر مسائل میں کی جائیں تو ان کے کہنے والے کی تکفیر میں توقف نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اس قول کو ایسی لاٹھی نہیں بنانی چاہیے جو ان لوگوں کے حلق میں گاڑی جاتی ہو جو ایسے شہر یا ملک والوں کو کافر کہتا ہو جو دلیل وحجت پہنچنے کے بعد بھی توحید عبادت اور توحید صفات سے رُکے ہوئے ہوں۔ (عقيدة المؤحدين: ٥٢٦-٢٢٧)

یہ مسئلہ کہ ان پر حجت قائم نہیں ہوئی؟ یہ تو مسئلہ قیام حجۃ کا ہے [1]

ہر موحد کو قیام حجۃ کا مطلب سمجھ لینا چاہئے تا کہ اس مسئلہ میں اس کو الجھن نہ ہو۔ آئندہ کے سطور میں ہم مسئلہ قیام حجۃ سے متعلق ائمہ دعوۃ کی آراء پیش کر دیتے ہیں۔

(قیام حجۃ سے مراد یہ نہیں کہ کسی کہ کفر کے بارے میں الجھن ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف واضح کی جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں عذاب کے مستحق بننے والے افعال واقوال ان کو بتا دیئے جائیں)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے بھائیو! آپ لوگ شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول (اپنی رائے کے دلیل کے طور پر) پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ جس نے فلاں فلاں بات کا انکار کیا اور اس پر حجت قائم ہوچکی ہو......تو کیا آپ لوگوں کو ان طواغیت اور ان کے متبعین کے بارے میں شک ہے کہ ان پر حجت قائم ہوچکی ہے یا نہیں؟ یہ تو تعجب کی بات ہے (اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو) آپ یہ شک کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ میں بارہا اس کی وضاحت آپ کے سامنے کر چکا ہوں کہ جس پر حجت قائم نہیں ہوئی اس سے مراد وہ شخص ہے جو نیا نیا

---

[1] محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا منہج یہ ہے کہ وہ مسائل ظاہرہ میں عذر کے قائل نہیں ہیں مثلاً طواف، سجدہ، دعا، ذبح، شریعت کے بغیر فیصلہ کرنا، صرف اس شخص کے لئے عذر کے قائل ہیں جو نیا نیا مسلمان ہوا ہو یا کوئی آدمی جنگل میں ویرانے میں اسلام سے دور پلا بڑھا ہو یا عذر مسائل خفیہ میں ہوگا یعنی اللہ کے عرش کے بارے میں یا اسماء صفات کے علم کے بارے میں کہ ان صورتوں میں کافر اس وقت کہا جائے گا جب حجت قائم ہو جائے۔ اس طرح ان لوگوں کی گمراہی واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے۔ جو مسائل ظاہرہ میں عذر کے قائل ہیں۔ جو شخص شرک پر مرگیا اگر چہ اسے اسلام نہیں پہنچا تھا وہ مشرک ہی شمار ہوگا۔ اسے مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ اس پر اجماع ہے۔ یہ تو اس شخص کا دنیاوی حکم ہے جو اس پر لگایا گیا ہے۔

مسلمان ہوا ہو یا بہت دور دراز دیہات یا جنگل میں پیدا ہوا ہو اور وہیں پرورش پائی ہو جس تک اسلامی تعلیمات نہ پہنچ سکی ہوں یہ مسئلہ خفی میں ہوتا ہے تو ایسے شخص کو کافر نہیں کہا جائے گا جب تک اسے پورا مسئلہ نہ سمجھا دیا جائے۔ جہاں تک دین کے اصولوں کی بات ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے اپنی کتاب میں تو اس پر اللہ کی حجت قرآن ہے۔((فمن بلغه القرآن فقد بلغته الحُجة)) ''جس کو قرآن پہنچ گیا تو اس تک حجت پہنچ گئی۔'' اصل الجھن آپ لوگوں کو یہ ہے کہ آپ لوگ قیام حجۃ اور فہم حجۃ میں فرق نہیں کر پاتے۔ فہم حجۃ علیحدہ شئ ہے۔ اور قیام حجۃ الگ چیز ہے۔ اس میں اکثر لوگوں کو غلطی لگ جاتی ہے اس لیے کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے فہم اور میرے آپ کے فہم میں فرق ہے بلکہ واضح وظاہر فرق ہے جبکہ فہم حجۃ کی شرط نہیں لگائی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں سے اکثر کفار و منافقین اللہ کی حجت کو نہیں سمجھتے جبکہ وہ ان پر قائم ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلاً ﴾(الفرقان:٤٤)

''کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو صرف چوپائے ہیں یا ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔''

حجت قائم کرنا اور بات ہے حجت پہنچنا اور چیز ہے۔ ان لوگوں پر تو حجت قائم ہو چکی ہے حجت کو سمجھنا علیحدہ بات ہے۔ ان لوگوں کو کافر اس لیے کہا جائے گا کہ انہیں حجت پہنچ چکی ہے اگر چہ یہ سمجھ نہیں پائے یا سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر میری یہ بات آپ کے لیے سمجھنا مشکل ہو تو خوارج کے بارے میں رسول ﷺ کے فرمان کو دیکھ لیں۔((اینما ما لقیتموهم فاقتلو هم)) ''انہیں جہاں پاؤ قتل کردو''۔ اور فرمایا: یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہیں۔ حالانکہ وہ (خوارج) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی ان کے اعمال کے مقابلے میں کم تر نظر آتا تھا۔ مگر اجماع اس بات پر ہے کہ جس چیز نے انہیں اسلام سے خارج کیا وہ تھا ان کا تشدد غلو اور اجتہاد وہ سمجھتے تھے کہ وہ اللہ کی اطاعت کر رہے ہیں انہیں حجت پہنچ گئی تھی مگر وہ اسے سمجھ نہ سکے اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں کو قتل کرنا جنہوں نے ان کے بارے میں (خدائی کا) عقیدہ رکھا تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کے علاوہ انہیں جلانے کا بھی حکم دیا تھا حالانکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے۔ وہ نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے اور خود کو حق پر سمجھتے تھے۔

اسی طرح سلف کا اجماع ہے غلو کرنے والے قدریہ وغیرہ کے کفر پر حالانکہ ان کی علمیت بھی زیادہ ہے عبادت کے بھی پابند ہیں اور اپنے اعمال کو اچھا شمار کرتے ہیں مگر سلف میں سے کسی نے ان کی تکفیر میں توقف نہیں کیا اس بات کو بنیاد بنا کر کہ وہ سمجھ نہیں سکے ہیں۔ یہ سب لوگ حجت کو نہیں سمجھ سکے تھے۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے تو پھر جو لوگ طاغوت کو پکارتے ہیں دین اسلام سے دشمنی کرتے ہیں۔ انہیں صرف اس بنا پر کافر نہ کہا جائے کہ وہ حجت کو نہیں سمجھ سکے ہیں؟ بات بہت واضح ہے کہ خاص کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو جلانا اس کے زیادہ مشابہ ہے۔ (کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خدا بنایا یہ لوگ اوروں کو طاغوت بناتے ہیں)(الدرر السنية: ١٠/٩٣-٩٥)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی بات کو سمجھنے کی کوشش کریں اللہ ہمیں تعصب کے بغیر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ((من بلغه القرآن فقد قامت عليه الحُجة)) ''جس کو بھی قرآن پہنچ گیا اس پر حجت قائم ہوگئی'' اگر چہ وہ اسے سمجھ نہ سکے قرآن پہنچنے کو قیام حجۃ سمجھنا اور یہ ان لوگوں کی غلطی ہے جو کہتے ہیں کہ حجت سمجھانا ضروری ہے۔ سمجھانا صرف مسائل خفیہ میں ہوتا ہے۔ ہم نے جس کی یہ رائے نقل کی ہے کہ دلیل سمجھانا ضروری ہے وہ اس سمجھانے کو دین کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وسنت کے بعد سمجھانے کے لیے کیا رہ جاتا ہے؟ پھر یہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ (عدم تکفیر معین) ہمارا اور ہمارے مشائخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ وغیرہ کا مسلک ہے۔ حالانکہ یہ غلط بیانی ہے اس لیے کہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کتابوں میں (تکفیر معین کو جواز) موجود ہے اس زمانے کے علماء ان سے اسی بات پر جھگڑتے تھے بحث کرتے تھے۔ عمرو بن عبسہ کی روایت اول تا آخر تکفیر معین پر دلالت کرتی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا اس نے کفر کیا۔ اور جس نے اسے کافر نہ مانا وہ بھی کافر ہے۔ اس مسئلے کے جتنے دلائل ہیں ان پر غور کیا جائے تو ہر عاقل، خاص کر مؤمن یہ جان جائے گا کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے اسے مشکل یا اختلافی وہی سمجھے گا جس کے عقیدے میں کھوٹ ہے۔

(عقيدة المؤحدين ـ حكم تكفير المعين والفرق بين قيام الحجة وفهم الحجة:١٧٨)

شیخ اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنے رسالے میں رسول ﷺ کے بعد مرتد ہونے والے بہت سے افراد کا تذکرہ فرمایا ہے مثلاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مانعین زکاۃ، اصحاب سیدنا علی رضی اللہ عنہ (جنہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کرایا) کوفہ کے اہل مسجد، بنو عبید القداح، ان سب کو متعین طور پر مرتد قرار دیا ہے پھر اس کے بعد فرماتے ہیں: کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام سے جو لوگ (عدم تکفیر معین) کی دلیل لیتے ہیں تو انہوں نے اس عبارت کو الجھا کر غلط

اخذ کر کے پھیلایا ہے۔حالانکہ اگر ہم شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی وہی عبارت اپنالیں تو بہت سے مشاہیر اسلام کو کافر قرار دینا پڑے گا اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ معین کو اس وقت کافر قرار دیا جائے گا جب اس پر حجت قائم کردی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حجت قائم ہونے کے بعد معین کو کافر کہا جا سکتا ہے تو کسے معلوم کہ قیام حجت سے مراد یہ ہے کہ وہ کلام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھ سکے (تب حجت قائم ہوگی؟) جیسا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں (یا قیام حجۃ یہ ہے کہ) اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پہنچ جائے اور وہ عذر کی حالت سے نکل آئے تو اسے کافر کہا جائے؟ جیسا کہ تمام کفار پر حجت قائم ہوگئی تھی کہ انہیں قرآن پہنچ گیا تھا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾ (الكهف:٥٧)

''ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اس کو سمجھنے سے۔''

(عقيدة المؤحدين ۔ حكم تكفير المعين و الفرق بين قيام الحجة وفهم الحجة:١٧٣)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اس کے علاوہ سب عبادتوں سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ شرک اکبر کا مرتکب ہے اور شرک اکبر دین سے خارج کر دینے والا ہے بنیاد و اصول،اللہ نے رسولوں کو یہی بات پہنچانے کے لئے مبعوث فرمایا اور ان پر کتب نازل فرمائیں اور قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیج کر لوگوں پر حجت قائم کی یہی جواب اس مسئلے کا ائمہ دین کی طرف سے ملے گا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ نہ کی تو اسے قتل کر دیا جائے گا یہ ائمہ اصول کے مسائل میں نہیں۔ بلکہ مخفی مسائل میں حجت کے قائل ہیں کہ جن کی دلیل بعض مسلمانوں کو معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ قدریہ و جبریہ نے جن مسائل میں تنازعہ کیا۔مگر قبر پرستوں کو مزید کیا پہچان کرائیں گے۔لفظ مسلمان ان کے لیے بولا نہیں جاسکتا کیا شرک کی موجودگی میں بھی کوئی عمل باقی رہتا ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾(الاعراف:٤٠)

''یہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک موٹی رسی سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے''

اسی طرح کی دیگر آیات ہیں۔مگر (عدم تکفیر کے قائلین کا) عجیب عقیدہ ہے کہ بلکہ برا عقیدہ ہے کہ اس امت پر قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے حجت قائم نہیں ہوئی۔ایسی سوچ سے پناہ مانگنی چاہیے۔(عقيدة المؤحدين ۔ حكم تكفير المعين والفرق بين قيام الحجة و فهم الحجة:١٧١)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے استاد شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیام حجۃ اور فہم حجۃ میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔جس کو رسولوں کی دعوت پہنچ گئی اس پر حجت قائم ہوگی جب ان کو اس دعوت کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے۔مگر قیام حجۃ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ حجت کو سمجھ بھی چکا ہو۔ جیسا کہ دیگر مؤمن اللہ اور رسول کی دعوت کو سمجھ چکے ہیں۔قیام حجۃ کے بارے میں شبہات کا ازالہ اب ہو جانا چاہیے۔اللہ کا فرمان ہے:

﴿اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾(الفرقان:٤٤)

''کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو صرف چوپائے ہیں یا ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔''

اور فرمان ہے:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾(البقرة:٧)

''اللہ نے مہر لگا دی ہے ان کے دلوں پر کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردے ہیں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

عبارت میں یہ بات گزر چکی ہے کہ دعوت اس طرح پہنچی ہو کہ اس کا علم ہونا اس کے لیے ممکن ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو دعوت پہنچی ہے وہ صاحب عقل ہو اس میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہو کمسن بچہ یا دیوانہ مجنون نہ ہو اور ان لوگوں میں سے بھی نہ ہو جو خطاب نہیں سمجھ پائے یعنی جس زبان میں اسے دعوت دی جا رہی ہو وہ اس زبان کو سمجھتا ہو یا ترجمان کے ذریعے سے اسے سمجھایا جائے۔اس طرح جب لوگوں کو قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ گئی۔یعنی ((من بلغه القرآن فقد قامت عليه الحجة)) ''جس کو بھی قرآن پہنچ گیا اس پر حجت قائم ہوگئی۔'' (كشف الشبهتين: ص ٩١)

شیخ عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ اور شیخ ابراہیم بن سلیمان بن سحمان رحمہم اللہ فرماتے ہیں: مشرکین کی طرف داری اور دفاع کرنے والا کہتا ہے کہ یہ لوگ حجت کو نہیں سمجھ

سکے ہیں (اس لیے انہیں کافر نہ کہا جائے) یہ بات اس شخص کی لاعلمی کی دلیل ہے اس لیے کہ اس نے حجت سمجھنے اور حجت پہنچنے میں فرق نہیں کیا۔ حجت سمجھنا ایک الگ چیز ہے اور حجت پہنچنا علیحدہ بات ہے کبھی اس پر بھی حجت قائم ہوتی ہے جو اسے سمجھ نہ سکا ہو۔(الدررالسنية: ١٠/٤٣٣)

شیخ محمد بن ناصر معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس کو بھی قرآن پہنچ گیا اب اس کے پاس کوئی عذر نہ رہا۔ اس لیے کہ دین اسلام کے بڑے بڑے اصول اللہ نے واضح کر دیئے ہیں اور ان کے ذریعے سے اپنے بندوں پر حجت قائم کر دی ہے قیام حجۃ سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان اسے واضح طور پر سمجھ سکے۔ کفار پر بھی حجت قائم ہوگئی تھی باوجود یکہ اللہ نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیا تھا اس کے سمجھنے سے۔

﴿وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ (الانعام:٢٥)

''ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے اس کے سمجھنے سے اور ان کے کانوں میں ثقل (پیدا کر دیا ہے)۔''

اس مضمون کی آیات کافی تعداد میں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ (کافر) قرآن کو سمجھ نہیں سکے ہیں۔ انہیں اللہ نے سزا دی ہے کہ ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اور کانوں میں ثقل اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی ان کے کانوں پر آنکھوں پر، اللہ نے ان کو معذور نہیں سمجھا ان پر کفر کا حکم لگا دیا ہے۔(النبذة الشريفةالنفيسة في الرد على القبوريين)

شیخ عبداللہ ابابطین رحمہ اللہ اس شخص کی بات پر تبصرہ کرتے ہیں جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ مشرک کو کافر نہیں کہتے تھے۔ شیخ ابابطین رحمہ اللہ اپنے تبصرے میں کہتے ہیں: کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ ان شرکیہ امور کا مرتکب کافر نہیں کہلائے گا تو یہ بات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بات شرک اکبر غیر اللہ کی عبادت وغیرہ کفریہ امور کے بارے میں نہیں کی بلکہ خفیہ اقوال کے بارے میں کی ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ خفیہ اقوال کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک اس پر حجت قائم نہ ہوا سے کافر نہیں کہا جائیگا۔ ورنہ شرک اکبر کے مرتکب کے عدم کفر کی بات کسی نے نہیں کی۔ اس لیے کہ اس طرح کی باتوں کے بارے میں تو ہر خاص وعام بلکہ یہود ونصاریٰ تک کو معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی باتیں لے کر آئے تھے اور ان کے مخالفت کرنے والے کو کافر کہا جائے گا یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا اس کے ساتھ شریک نہیں کرنا غیر اللہ کی عبادت سے منع کرنا یہ تو شعائر اسلام میں سے زیادہ واضح شعائر ہیں۔ لہٰذا ان کی مخالفت کرنے والے کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ اس پر حجت قائم نہیں ہوئی اور ان کے تارک کو کافر نہیں کہا جائے گا۔(مجموعة الرسائل و المسائل النجدية:ج٤/٤٥٤)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((فكل من بلغه القرآن من انسي و جني فقد أنذره الرسول به)) ''جس انسان یا جن کو قرآن پہنچ گیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعے اس کو متنبہ کر دیا۔'' (مجموع الفتاوىٰ:١٦/١٤٩)

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کا فرمان ہے:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد:٢٤)

''یہ لوگ قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے یا دلوں پر تالے ہیں۔''

﴿اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾(المؤمنون:٦٨)

''انہوں نے قول (قرآن) میں تدبر کیوں نہ کیا یا ان کے پاس وہ آ گیا ہے جو ان کے باپ دادا کے پاس نہیں آیا تھا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء:٨٢)

''یہ قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں یہ بہت زیادہ اختلاف پاتے۔''

جب کفار اور منافقین کو تدبر کی ترغیب دی گئی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معانی ومفاہیم کو کفار سمجھ سکتے ہیں۔ (مجموع الفتاوىٰ:٥/١٥٨)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ آیات دو چیزوں کو لازم کرتی ہیں:

① قرآن کو سمجھنا اس میں تدبر کرنا تا کہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کے بارے میں معلوم ہو سکے۔

② جب آیات سنی جائیں تو اللہ کی عبادت اور اس کے سامنے عاجزی کی جائے قرآن کی تلاوت کرنا یا سننا دونوں کو (عبادت، عاجزی) واجب کر دیتا ہے۔ اگر کوئی

آیاتِ قرآنی کو سنے مگر سمجھے نہ تو یہ بھی قابل مذمت ہے۔ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ جب قرآن سنے تو اسے سمجھے بھی اور اگر سمجھ لیا مگر عمل نہ کیا تو یہ بھی قابل مذمت ہے۔ ہر سننے والے کے لیے اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کے لئے اسے غور سے سننا واجب ہے۔ اس کے سننے سے اعراض کرنے والا کافر ہے۔ اس میں جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے جو شخص انہیں نہیں سمجھتا وہ کافر ہے جو شخص جانتا ہے کہ اس میں کیا حکم دیا گیا ہے مگر اس کے وجوب کا اقرار نہیں کرتا البتہ وہ کام کرتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کافر کی مذمت کرتا ہے۔(مجموع الفتاوی:۲۳/۱٤۷)

قرآن کی آیت میں جہنمیوں کی بات نقل کر کے بتائی گئی ہے کہ وہ کہیں گے: ﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾(الملک:۱۰) ''اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو کبھی جہنمیوں میں سے نہ ہوتے۔'' اس آیت کے بارے میں ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں جس سماعت کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد سمجھ کر سننا ہے ورنہ آواز تو وہ سنتے ہی تھے اور اس طرح (سننے سے ہی) ان پر اللہ کی حجت قائم ہو گئی تھی۔(مفتاح دارالسعادة:۱/۸۱-۱۰۵)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل فترہ جن تک رسول کی دعوت اور قرآن نہ پہنچا ہو اور وہ جاہلیت کی حالت میں مر جائیں تو اس بات پر اجماع ہے کہ انہیں مسلمان نہیں کہا جائے گا ان کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی جائے گی البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آخرت میں انہیں عذاب ہو گا یا نہیں۔(عقیدۃالموحدین ـ حکم تکفیر المعین والفرق بین قیام الحجة وفهم الحجة:ص ۱۷۱)

شیخ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: اللہ قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان عدل وحکمت کے ساتھ فیصلہ کرے گا صرف اسی کو عذاب کرے گا جس پر رسولوں کے ذریعے حجت قائم کی ہوگی یہ تو تمام مخلوق کے بارے میں قطعی بات ہے البتہ کسی کو مخصوص کر کے مثلاً زید متعین کر کے یا عمرو وغیرہ کہ اس پر حجت قائم ہو چکی ہے یا نہیں تو یہ ایسی بات ہے کہ جو اللہ اور اس کے بندوں کے مابین ہے ان میں کسی کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ انسانوں پر لازم ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ جس نے بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کر لیا تو وہ کافر ہے اور یہ کہ اللہ کسی کو عذاب نہیں کرے گا مگر حجت قائم کرنے کے بعد اور حجت یہ ہے کہ اس کے پاس رسول بھیجے یہ ہے عمومی بات جبکہ متعین کر کے (کافر قرار دینا) یہ اللہ کے حوالے ہے اس کا اختیار ہے کہ یہ ثواب وعذاب کا معاملہ کرے البتہ دنیاوی معاملات ظاہر کو دیکھ کر کیے جائیں گے۔(عقیدۃالموحدین ـ حکم تکفیر المعین والفرق بین قیام الحجة وفهم الحجة:ص ۱۸٤)

شیخ حسین اور عبداللہ رحمہما اللہ فرزندانِ محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو دعوت (توحید واسلام) پہنچنے سے پہلے مشرکوں میں سے مر گیا اگر یہ معلوم ہو بلکہ معروف ہو کہ وہ شرک کرتا تھا اور شرکیہ دین کو اپنائے ہوئے تھا اور اس پر مر گیا تو یہ اس کی ظاہری حالت تھی کہ وہ کفر پر مرا ہے اس کے لیے دعا نہیں کی جائے گی قربانی نہیں کی جائے گی یعنی اس پر صدقہ نہیں کیا جائے گا جبکہ حقیقت حال اللہ پر چھوڑ دی جائے گا اگر وہ اس حال میں مرا ہے کہ اس پر حجت قائم ہو گئی تھی اور اس نے عناد رکھا تو وہ کافر ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اگر اس پر حجت قائم نہیں ہوئی تھی اس کی زندگی میں تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔(الدررالسنية:۱۰/۱٤۲)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس مسئلے کے بارے میں شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ نے بہت کلام کیا ہے مگر اس میں کچھ حصہ ذکر کرتے ہیں اس لیے کہ یہ مسئلہ متفقہ ہے اور یہاں اختصار بھی مقصود ہے لہٰذا ہم ان کا وہ کلام ذکر کریں گے جو اس شبہ کی وضاحت کر دے گا جس سے قبۃ الکوز کی پوجا کرنے والے نے استدلال کیا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے اس کی تکفیر میں توقف کیا ہے۔ پہلے ہم جواب کا پس منظر اور سوال کی کیفیت ذکر کریں گے۔ بات یہ ہے کہ شیخ محمد رحمہ اللہ اور جس نے ان سے یہ واقعہ نقل کیا ہے یہ ان کی طرف سے بطور عذر کے بیان کرتے ہیں اس بات سے جو اس کے مخالف نے مسلمانوں کی تکفیر کا ان پر الزام لگایا تھا اور نہ دراصل ایسی بات نہیں ہے کہ جسے حجت بنایا جائے بلکہ اس کے لئے قرآن وسنۃ سے دلیل چاہیے ورنہ اللہ نے جسے بصیرت سے نوازا ہو اور تعصب سے محفوظ رکھا ہو اور ان لوگوں میں سے ہو جو اس مسئلہ کے بارے میں کافی وشافی وضاحت رکھتا ہو اور تکفیر معین اپنی تمام تصانیف میں حتمی فیصلہ دے چکا ہو (یعنی شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ) وہ ایسے مسئلے میں کسی قسم کا توقف نہیں کرتے تھے۔(عقیدۃالموحدین ـ حکم تکفیر المعین والفرق بین قیام الحجة وفهم الحجة:ص ۱۷۹)

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ جس نے کلمہ توحید ادا کیا، نماز پڑھی، قربانی کی مگر اپنے افعال واقوال سے اس کی مخالفت کی صالحین کو پکارا ان سے فریاد کی ان کے لیے ذبح کیا تو وہ یہود ونصاریٰ کی طرح کافر ہے کیونکہ وہ بھی زبان سے کلمہ توحید ادا کرتے ہیں اور عمل سے اس کی مخالفت کرتے ہیں لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ مشرکین کی (تکفیر سے قبل) تعریف حجت ضروری ہے اس کو چاہیے کہ وہ یہود ونصاریٰ کے لیے بھی یہی کہے اور انہیں بھی حجت کے بعد ہی کافر کہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔(عقیدۃالموحدین ـ حکم تکفیر المعین والفرق بین قیام الحجة وفهم الحجة:ص ۱۷۸)

جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے کہ یہ لوگ لاعلم ہیں تو یہ مسئلہ عذر بالجہل کا ہے ❶

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن ؒ فرماتے ہیں: ابن قیم ؒ نے اپنی کتاب طبقات المکلفین میں ان کفار کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور جن کے لیے دوگنا عذاب ہوگا ان کے ذکر کے بعد کہتے ہیں: الطبقة السابعة عشرة:

طبقہ ۱۷: وہ مقلدین جاہل کفار اور ان کے پیروکار اور ان کے ہمنوا جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک طریقے پر (چلتے) پایا ہے وہی ہمارے لیے (قابل اتباع) نمونہ ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ صلح وامن کے ساتھ رہتے ہیں ان سے جنگ نہیں کرتے۔ اس طبقہ کو متفقہ طور پر کافر قرار دے دیا حالانکہ یہ جاہل ہیں اپنے سرداروں اور ائمہ کے مقلد ہیں۔ البتہ اہل بدعت کا ایک گروہ ان کو جہنمی نہیں کہتا اور وہ انہیں اس مرتبہ پر انہیں سمجھتے ہیں۔ کہ انہیں دعوت نہیں پہنچی۔ مگر یہ بات اور یہ رائے صحابہ کرام ﷺ یا تابعین یا ائمہ مسلمین ؒ میں سے کسی سے منقول نہیں ہے۔ البتہ کسی بدعتی کا یہ قول منقول ہے۔

(عقیدۃ الموحدین ـ حکم تکفیر المعین والفرق بین قیام الحجة وفهم الحجة: ص ۱۸۳)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن ؒ فرماتے ہیں: ابن قیم ؒ نے طبقات الناس میں فرمایا ہے: ابن قیم ؒ کے کلام پر غور فرمائیں کہ انہوں نے جاہلوں لاعلم لوگوں کی لاعلمی کو عذر نہیں مانا بلکہ انہیں کافر قرار دیا یہاں تک کہ اپنے رؤسا وعلماء کی تقلید کرنے والوں کو بھی اس میں داخل رکھا۔ اگر وہ کفریہ امور میں ان کی تقلید کریں تو (وہ بھی

---

❶ جو شخص کفر وشرک میں مبتلا ہو گیا وہ کافر ومشرک ہے یہ حکم اس پر دنیا میں لگایا جائے گا۔ جبکہ آخرت میں کیا ہوگا اس علماء میں اختلاف ہے۔ صحیح مذہب یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل جب تک حجت قائم نہیں کرتا کسی کو عذاب نہیں کرتا۔ اللہ کا فرمان ہے: "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا" ہم اس وقت تک عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیج دیں۔" (بنی اسرائیل: ۱۵) اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعہ قرآن نازل کر کے اس امت پر حجت قائم کر دی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں: جس انسان یا جن کو قرآن پہنچ گیا تو رسول ﷺ نے قرآن کے ذریعے اس کو متنبہ کر دیا۔ (مجموع الفتاوی: ۱۶/۱۴۹) شیخ محمد بن عبدالوہاب ؒ فرماتے ہے۔ ((من بلغه القرآن فقد قامت عليه الحُجة)) "جس کو قرآن پہنچ گیا تو اس تک حجت پہنچ گئی۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا وجود بھی ممکن ہے جن تک دعوت توحید کسی بھی صورت میں نہ پہنچ پائی ہو؟ زیر نظر سطور میں اس سوال کے مختلف جوابات ذکر کیے گئے ہیں۔

① ایک جماعت علماء کی رائے یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے ایسے لوگوں کا وجود ممکن نہیں ہے اگر چہ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی ہے۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل آیتیں ہیں:

① ﴿ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴾ "کوئی امت ایسی نہیں جس میں ڈرانے والا نہ آیا ہو" (فاطر: ۲۴)

② ﴿ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴾ (اے نبی ﷺ) "آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے کوئی نہ کوئی رہنما ہے" (رعد: ۷)

③ ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ "درحقیقت ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے (اس لئے کہ) تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو" (نحل: ۳۶)

④ ﴿ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ﴾

"جب بھی جہنم میں لوگوں کو ڈالا جائے گا تو (جہنم کا) داروغہ ان سے سوال کرے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہ آیا؟ تو وہ کہیں گے ہاں! واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا" (ملک ۸، ۹)

⑤ ﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ﴾ "اے جنات اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے۔ جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو آج کے دن کی خبر کرتے تھے" (الانعام: ۱۳۰)

اور رسول اللہ ﷺ "بنی المنتفق" کے وفد والی حدیث میں بیان فرماتے ہیں انکو عذاب اس لئے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات قوموں میں کوئی نہ کوئی نبی بھیجا ہے لہٰذا جو اپنے نبی کی نافرمانی کرے وہ گمراہ اور جو اطاعت وفرمانبرداری کا مظاہرہ کرے وہ ہدایت یافتہ ہے۔ (مسند احمد ؒ ج ٤: ١٤، الدرا المنثو ر لسیوطی ؒ ج ٦: ٢٩٤)

معنی یہ ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں کہ جسمیں رسول نہ آیا ہو۔ اور جہاں تک اہل فترۃ کا تعلق ہے تو وہ بھی آزاد نہیں تھے بلکہ سب سے آخر میں آنے والے نبی کے تابع تھے اور وہ احکام میں تو معذور ہو سکتے تھے کیونکہ عرصہ دراز گذر جانے کے باعث احکام ومسائل مسخ کیے جا چکے تھے لیکن عقیدہ توحید کے اختیار کرنے میں کسی قسم کی کوئی مجبوری قبول نہ ہوگی۔ حدیث مذکور پر غور کیا جائے تو معنی آسانی سے سمجھ میں آجائے گا کہ نبی کی اطاعت ونافرمانی سے مراد سابقہ آخری نبی ہے۔

☆☆☆☆

کافر ہیں) لہٰذا توحید کے دعویداروں کو اس بات سے باخبر ہونا چاہیے اور اللہ سے عاجزی کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کہ وہ حق کا راستہ دکھائے اور تقلید سے محفوظ رکھے۔ اپنا منہج کتاب وسنت کا رکھیں۔ ہر قسم کے ٹیڑھے راستوں سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر رکھے۔

اس امت اور دیگر امتوں میں ایک طبقہ مقلدین کا ہے...... اللہ نے قرآن مجید کے متعدد آیات میں ان لوگوں کو عذاب دینے کا اعلان کیا ہے جو اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہیں کہ یہ لوگ جہنم میں آپس میں لڑتے ہوں گے۔ مقلدین اور تابعداری کرنے والے کہیں گے:

﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الاعراف:۳۸)

"اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں دوگنا عذاب دے۔ اللہ فرمائے گا تم میں سے ہر ایک کے لیے دوگنا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں۔"

شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے ہم پہلے بھی اس بارے میں ذکر کر چکے ہیں وہ کہتے ہیں: سب سے مشہور مرتد وہ ہیں۔ جن سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی یعنی مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکار اور واضح ترین مرتد وہ غلو کرنے والے ہیں جنہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آگ میں جلایا تھا انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خدا قرار دیا تھا۔ اسی طرح عبداللہ بن سباء کے پیروکار بھی (مرتد ہیں) عبداللہ بن سباء وہ شخص ہے جس نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا تھا۔ مسلمان کہلانے والوں میں سب سے پہلے نبوت کا دعویٰ کرنے والا مختار بن ابی عبید ہے یہ شیعہ تھا۔

شیعہ روافض ہیں اور یہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں ان کے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ سیدہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر (نعوذ باللہ) زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے قرآن میں آپ کی پاکیزگی کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں قرآن ناقص ہے جبکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا وہ قرآن کا منکر ہے۔ یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو (نعوذ باللہ) کافر کہتے ہیں۔ کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتے ہیں۔ صحیح مذہب اور رائے یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں ان میں جاہل ہوں یا عوام ہوں سب کے سب۔ (مزید تفصیلات کے لئے کتاب عقیدۃ الشیعہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے)

معلوم یہ ہوا کہ سب سے زیادہ مرتد لوگ شیعہ میں ہیں بنسبت دیگر فرقوں اور گروہوں کے۔ یہی وجہ ہے کہ بدترین مرتد غالیہ ان سے زیادہ کوئی نہیں جیسے کہ نصیریہ، اسماعیلیہ باطنیہ وغیرہ۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ ان لوگوں میں اکثریت جاہلوں کی ہوتی ہے وہ خود کو حق پر سمجھتے ہیں اس کے باوجود شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انہیں بدترین مرتد کہا ہے۔ (الدرر السنية: ۱۱/۴۷۹-۴۸۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں: گمراہی کا لفظ جب مطلق بیان کیا جائے تو اس سے وہ مراد ہوتا ہے جو سیدھے راستے سے بھٹک گیا ہو چاہے قصداً ہو یا لاعلمی کی وجہ سے اور اسے عذاب بھی دیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۝ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ﴾ (الصافات: ۶۹-۷۰)

"انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ پایا تو یہ ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔"

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا﴾ (احزاب:۶۸)

"(قیامت میں مجرم کہیں گے) ہمارے رب تو انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر دے۔"

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں مقصود یہ ہے کہ ایک شخص بظاہر رسالت کا عمومی طور پر اقرار کرتا ہے مگر باطن میں اس اقرار سے متضاد عقیدہ رکھتا ہے تو یہ شخص منافق ہے اگر چہ اپنے اور اپنے جیسے دوسروں کے بارے میں یہ خیال کرتا ہے کہ یہ اللہ کے ولی ہیں باوجودیکہ یہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر باطن میں کفر کرتے ہیں یہ کفر یا تو عناد کی وجہ سے ہو یا جہالت کی وجہ سے۔

(مجموع الفتاوی: ۱۵/۱۶۸)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بنی آدم کی گمراہی یہ ہے کہ انہوں نے لاعلمی کی وجہ سے جن باتوں کا انکار کیا ہے وہ زیادہ ہیں بنسبت ان کے جن کا یہ اقرار کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی: ۱۷/۳۳۶)

مزید فرماتے ہیں: جس نے کوئی ایسا قول یا فعل کیا جو کفر تھا تو اس نے کفر کر لیا اگر چہ اس نے کافر بننے کا ارادہ نہیں کیا تھا اس لیے کہ کافر بننے کا ارادہ کوئی بھی نہیں کرتا مگر شاذ و نادر۔(الصارم والمسلول:ص۱۷۸)

فرماتے ہیں: جہالت کے مقامات اور زمانے میں بہت سے لوگ شرک اکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ انہیں علم بھی نہیں ہوتا۔ (مجموع الفتاوی:۲۲۰)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سوال اگر یہ کہا جائے وہ کون سی چیز ہے جس نے قبر پرستوں کو فتنے میں ڈال دیا حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ ان قبروں میں جو لوگ ہیں وہ مردہ ہیں ان کے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے نہ کسی کی زندگی یا موت کا اختیار ان کے پاس ہے؟

جواب چند امور ہیں جنھوں نے ان کو فتنے میں ڈالا ہے۔ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے لاعلمی اور جہالت ہے بلکہ تمام انبیاء کی شریعت سے لاعلمی یعنی توحید کا ثبوت اور شرک کے ذرائع کا خاتمہ، ان کو اس کا بہت کم حصہ ملا ہے شیطان نے ان کو فتنے کی طرف بلایا ہے اب ان کے پاس علم نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر یہ شیطان کی دعوت کو غلط ثابت کر دیں لہٰذا یہ اپنی جہالت کے مطابق اس دعوت کو قبول کر رہے ہیں۔اور جتنا علم ان کے پاس ہے۔اتنا ہی یہ شیطان کی دعوت اور شر سے محفوظ ہیں۔(اغاثۃ اللھفان: ۱/۳۳۲)

شیخ عبداللہ بن ابابطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا جو بیان گزرا ہے کہ مسلمانوں کا اجماع ہے اس آدمی کے کفر پر جو اللہ اور اپنے درمیان واسطہ بناتا ہے اس واسطے پر بھروسہ کرتا ہے اس سے نفع حاصل کرنے کا سوال کرتا ہے اور دفع ضرر کی التجائیں کرتا ہے تو وہ شخص مشرک کافر ہے اس فتوی میں جاہل لاعلم بھی شامل ہے۔اس لیے کہ جب انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے قرآن پر ایمان لاتا ہے اور کتاب اللہ میں شرک کے بارے میں یہ سنتا ہے کہ اللہ شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا اور یہ کہ مشرک ہمیشہ کا جہنمی ہے پھر اس کے بعد بھی شرک کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ شرک ہے تو ایسا کام کوئی عقلمند نہیں کر سکتا صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو شرک سے لاعلم ہو۔ (مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ ٤/٤٧٧)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ انسان لاعلمی سے بھی بعض دفعہ کوئی کلمہ منہ سے ادا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے تو پھر جہل عذر نہ ہوا۔جبکہ اس نے یہ کلمہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ادا کیا تھا (اپنی دانست میں) خاص کر جب ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ نے ہمیں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ بتا دیا ہے کہ وہ اپنے علم اور اصلاح کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگے:

﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (اعراف:۱۳۸)

”ہمارے لیے کوئی الٰہ بنا دو جس طرح ان کے معبود ہیں۔“

اس موقع پر آپ کو چاہیے کہ مزید کوشش کر کے ایسے کاموں سے نجات حاصل کریں۔(الدررالسنیۃ: ۱/۷۱)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کچھ نواقض کا تذکرہ کیا ہے اور پھر یہ ثابت کیا ہے کہ ان نواقض کا ارتکاب چاہے جان بوجھ کر کیا جائے یا مذاق میں ہو یا خوف کی وجہ سے ہو سب برابر ہے سوائے اس کے جس کو مجبور کیا گیا ہو اس کے علاوہ کوئی مستثنیٰ نہیں ہے مثلاً لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ارتکاب کرنے والا یا تاویل کر کے یا غلطی سے سب برابر ہے۔

شیخ رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ان نواقض میں یہ فرق نہیں ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والا مذاق کر رہا تھا یا جان بوجھ کر اس نے ارتکاب کیا یا ڈر کی وجہ سے کیا ہے سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا ہو۔ (عقیدۃ المؤحدین:ص ٤٧٠)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہماری رائے یہ ہے کہ جس نے بھی ان مزارات کے پاس (شرکیہ) کام کیا وہ مشرک کافر ہے اس پر کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل موجود ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ مسلمان کہلانے والا ان کاموں میں صرف جہالت کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے ورنہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ عمل اسے اللہ تعالیٰ سے بہت دور لے جائے گا اور یہ بھی وہی شرک جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو وہ کبھی اس کا ارتکاب نہیں کرے گا اس کے باوجود تمام علماء نے کافر قرار دیا ہے اور ان کی جہالت اور لاعلمی کو عذر نہیں مانا جیسا کہ کچھ گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جہل کی وجہ سے معذور ہیں یہ بات جو بھی کرتا ہے اس کو اللہ کے (دین) کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔(الدررالسنیۃ: ۱۰/٤٠٥)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ پر، ملائکہ، رسولوں، کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان نہ لانے میں کسی جہالت کا عذر قبول نہیں ہے۔ اللہ نے بہت سے ایسے کافروں کے کفر کی خبر دی ہے انہیں واضح طور پر کافر کہا ہے جو جہالت کی وجہ سے کفر کر رہے تھے۔ یہ بھی اللہ نے واضح کیا ہے نصاریٰ جاہل تھے حالانکہ کوئی بھی مسلمان ان کے کفر میں شک نہیں کرتا ہم یہ بات قطعی یقین سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ موجودہ دور کے اکثر یہود و نصاریٰ جاہل اور لاعلم ہیں۔ مقلد ہیں مگر ہم پھر بھی انہیں کافر کہتے ہیں۔ بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہیں۔ جبکہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کے اصولوں میں شک کرنا کفر ہے۔ یہ بات عذر نہیں بن سکتی کہ اللہ کے (بھیجے ہوئے) دلائل کو سمجھ نہیں سکا ان دلائل کے پہنچنے کے بعد کوئی عذر نہیں رہا اگرچہ سمجھ نہ سکا ہو۔ (کشف الشبہتین: ص ۹۲)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: معلوم ہوا کہ جہالت عذر نہیں ہے۔ رسول ﷺ کا خوارج کے بارے میں جو فرمان ہے (وہ سب کو معلوم ہے) باوجود یہ کہ وہ بہت بڑے عبادت گزار تھے۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ خوارج کو ان کی جہالت نے ایسے کاموں میں مبتلا کیا تھا تو کیا یہ جہالت ان کے لیے عذر بن گیا؟ ہماری مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے فقہاء اپنی کتابوں میں باب حکم المرتد کے نام سے باب باندھتے ہیں اور مرتد سے مراد وہ مسلمان ہوتا ہے جو اسلام سے پھر جاتا ہے۔ فقہاء اس باب میں کفر کی اقسام میں سے پہلے شرک کا تذکرہ کرتے ہیں کہتے ہیں: جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ کافر ہوگیا اس لیے کہ ان کے نزدیک شرک کفر کی بڑی اقسام میں سے ہے اس باب میں فقہاء یہ نہیں کہتے کہ ایسا کام کرنے والا اگر جاہل ہو البتہ شرک سے کم تر باتوں میں ایسا کہتے ہیں۔ نبی ﷺ سے جب سوال ہوا کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے اللہ کے نزدیک؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ وہ تیرا خالق ہے۔ اگر جاہل لاعلم یا مقلد پر مرتد کا حکم نہ لگایا ہوتا تو فقہاء اس بات سے لاعلم نہ ہوتے۔ اللہ نے اہل جہنم کو جاہل کہا ہے۔ یہ دلائل و مسائل ظاہری میں جہالت کے عذر نہ ہونے پر ہیں:

۞ ﴿وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ (الملک: ۱۰)

''کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم بھڑکتی آگ میں (جانے) والوں میں سے نہ ہوتے۔''

۞ ﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ (اعراف: ۱۷۹)

''ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں بہت سے جنوں اور انسانوں میں سے (ایسے کہ) ان کے دل ہیں مگر وہ ان سے کام نہیں لیتے آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں کان ہیں مگر سنتے نہیں یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں''

۞ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ (الکہف: ۱۰۳-۱۰۴)

''کیا ہم تمہیں اعمال میں خسارہ اٹھانے والوں کی خبر دے دیں؟ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔''

۞ ﴿فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف: ۳۰)

''ایک گروہ کو ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی انہوں نے شیطانوں کو اللہ کے سوا دوست بنالیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں۔''

○: اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جہل عذر نہیں ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کی یہ رائے نقل کی ہے کہ اور اس کی تائید بھی کی ہے اور امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کافر اپنے بارے میں یہ خیال کرتا ہے کہ وہ حق پر ہے اس میں عناد رکھنے والا، انکار کرنے والا برابر ہیں۔

یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اہل بدعت جنہیں سلف اور علماء نے کافر کہا ہے وہ عالم بھی تھے عبادت گزار بھی تھے پرہیز گار بھی تھے مگر کفریہ کام میں اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے مبتلا ہوئے۔

اور جن لوگوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا وہ بھی اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے اس سزاء کے مستحق قرار پائے تھے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے مرنے کے بعد اٹھائے

جانے میں شک ہے تو اس کو کافر قرار دینے میں کوئی بھی توقف نہیں کرے گا۔ اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ شک وہی کرتا ہے جو جاہل ہوتا ہے۔

﴿وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَارَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ﴾ (جاثية: ٣٠)

''جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں ہے تو تم نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے، ہم تو صرف ایک خیال کرتے ہیں ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں۔''

نصاریٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ﴾ (التوبة: ٣١)

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا ہے۔''

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ: اللہ کے رسول ﷺ ہم نے تو ان کی عبادت نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا جب وہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام کرتے تھے تو تم اس کو مانتے نہیں تھے؟ اس نے کہا: ہاں ایسا تو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تو ان کی عبادت کرنی ہوئی اللہ نے ان کی مذمت کی انہیں مشرک کہا حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا ان علماء کے ساتھ اس طرح طرز عمل ان کی عبادت ہے۔ ان کی جہالت ان کے لیے عذر نہیں بنی۔ اگر موجودہ دور میں کوئی شخص روافض کے بارے میں کہے کہ وہ اگر سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہتے ہیں تو ان کا عذر ہے کہ وہ مقلد ہیں۔ ایسا کہنے والے کو ہر خاص اور عام غلط بلکہ کافر ہی کہے گا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی بات پہلے گزر چکی ہے کہ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ ٹھہرالیا۔ اس واسطے پر بھروسہ کیا اس سے نفع ونقصان میں دعا کی تو یہ مشرک کافر ہے اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس میں جاہل بھی شامل ہے (کفر کا فتویٰ اس پر بھی لگے گا) جو لوگ کہتے ہیں شرک کرنے میں مقلد معذور ہے (اس کا عذر تقلید قابل قبول ہے) ان لوگوں کی رائے قرآن نے رد کردی ہے۔ مقلدین جب جہنم میں جائیں گے تو وہاں ان کی کیا بات چیت ہوگی یہ اللہ نے ہمیں بتادیا ہے:

﴿وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا﴾ (احزاب: ٦٧)

''ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا''

اسی طرح کفار کا قول اللہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے:

﴿اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (زخرف: ٢٢)

''ہم نے اپنے آباواجداد کو ایک طریقے پر پایا ہم ان کی اقتداء کر رہے ہیں۔''

علماء نے اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات سے استدلال کیا ہے کہ توحید، رسالت اور دین کے اصولوں میں تقلید جائز نہیں۔ ہر مکلّف پر فرض ہے کہ وہ توحید، رسالت اور دیگر اصول دین کو دلائل سے پہچانے اس لیے ان اصولوں کے دلائل واضح ہیں اس کی پہچان علماء کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ (الدرر السنية: ١٠/٣٩١-٣٩٤)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حیرت کی بات یہ ہے کہ کچھ لوگ جب اس بارے میں کسی کی کوئی بات نفی یا اثبات میں سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو سمجھاتے پھریں ان کے بارے میں ہی فکر کریں۔ ایسے لوگوں کو ہم یہ کہتے ہیں آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اس توحید کو پہچان لیں جس کے لئے اللہ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے تمام رسولوں کو اس کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیجا ہے اسی طرح توحید کی ضد شرک کو بھی پہچاننا آپ کی ذمہ داری ہے مشرک کی نہ تو مغفرت ہے نہ ہی کسی مکلّف کے لیے جہل اس میں عذر بن سکتا ہے نہ ہی اس میں تقلید جائز ہے اس لیے کہ یہ اصل الاصول ہے۔ جو شخص معروف کو نہ پہچانے اور منکر سے انکار نہ کرے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے خاص کر بڑی معروف توحید اور سب سے بڑا منکر شرک ہے۔

(عقيدة الموحدين: الانتصار لحزب اللّٰه الموحدين: ص١٦)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے کہ ہر کافر سے غلطی ہوتی ہے اور مشرکوں کے لیے تاویل ضروری ہے وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کا صالحین کے ذریعے شرک دراصل ان کی تعظیم ہے جو انہیں فائدہ دیتی ہے اور ان سے ضرر کو رفع کرتی ہے۔ مگر (کافروں کی) غلطی اور (مشرکوں کی) تاویل کوئی عذر نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾ (الزمر:۳)

’’جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوست بنا لیے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے ہاں مرتبے میں قریب کر دیں اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اس بات میں جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ہدایت نہیں دیتا اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔‘‘

علماء رحمہم اللہ استقامت کی راہ پر چلتے رہے ہیں انہوں نے باب حکم المرتد ذکر کیے ہیں مگر ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ کسی نے اگر کفریہ قول یا کفریہ عمل کیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ شہادتین کے منافی ومتضاد ہے تو اس کی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ کچھ مشرک جاہل مقلد تھے مگر ان سے اللہ کا عذاب ان کی جہالت یا تقلید کی وجہ سے روکا نہیں گیا۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ﴾﴿اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ﴾(الحج:۳-۴)

’’کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر علم کے اور ہر شیطان مردود کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو اس (شیطان) سے دوستی کرتا ہے تو وہ اسے گمراہ کرتا ہے‘‘اور اسے بھڑکتی آگ کے عذاب میں لے جاتا ہے۔‘‘

(الدرر السنية:۱۱/۴۷۸-۴۷۹)

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شرک اکبر غیر اللہ کی عبادت میں سے ہے اور جس نے یہ عبادت اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے کی انبیاء اولیاء صالحین کے لیے کر دی تو اس کی جہالت یا لاعلمی عذر نہیں بن سکے گی۔ اس لیے کہ توحید کو پہچاننا اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسلام کی طرف سے عائد کردہ لازمی حکم ہے۔ لہٰذا ہر مسلم کے لیے ضروری ہے کہ مشرکین سے دشمنی کرے ان سے نفرت کرے ان کو معیوب سمجھے ان کی مذمت میں جو مصلحت وفائدہ ہے وہ ترک کرے مذمت سے بدرجہ بہتر ہے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔(كشف الشبهتين ص:٦٣)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ اہل سنت اور معتزلہ کے مابین مقلد کے ایمان کی صحت کے بارے میں فرق کے حوالے سے کہتے ہیں: ہر شخص کا یہ فریضہ ہے کہ وہ توحید اور ارکان اسلام کو بادلائل پہچانے اس میں تقلید جائز نہیں ہے۔ البتہ وہ عام آدمی جو دلائل نہیں جانتا اور رب کی وحدانیت کا عقیدہ رکھتا ہے اور محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور آخرت پر جنت جہنم پر یقین رکھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہو کہ یہ جو مزارات کے پاس شرکیہ کام ہوتے ہیں یہ باطل اور گمراہی ہیں۔ جب اس طرح کا مضبوط عقیدہ رکھتا ہو بغیر تردد اور شک کے تو وہ مسلمان ہے اگرچہ دلائل کو سمجھ نہ سکا ہو اس لیے کہ اگر عام لوگوں کو دلائل زبانی بھی یاد کرا دیئے جائیں تو معنی وہ پھر بھی نہیں سمجھتے۔(الدرر السنية:۱۰/۴۰۹)

شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہاں کچھ تفصیل درکار ہے جس سے اشکال رفع ہو سکے (اشکال اس بارے میں ہے کہ) ایک مقلد جس کے پاس مضبوط علم ہے حق کو پہچانتا ہے مگر اس سے اعراض کرتا ہے دوسرا مقلد ایسا ہے کہ اس میں علم اور حق کی پہچان والی خوبی نہیں ہے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ جبکہ یہ دونوں قسمیں موجود بھی ہیں اس دور میں (اس کا حل یہ ہے کہ) علم اور حق کی پہچان رکھنے کے باوجود اعراض کرنے والا افراط میں مبتلا ہے اور اپنے اوپر واجب چیز کو چھوڑ رہا ہے لہٰذا اس کا کوئی عذر اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے۔ جبکہ دوسرا مقلد کسی بھی طرح علم حاصل کرنے اور مسائل کے بارے میں سوالات کرنے سے بھی عاجز ہے اس کی پھر دو قسمیں ہیں:

① ہدایت کا متلاشی ہے ہدایت کو پسند کرتا ہے مگر اس کے حصول کی قدرت نہیں رکھتا نہ اسے تلاش کر سکتا ہے اس لیے کہ کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ہے اس کا حکم اہل فترہ کا حکم ہے گویا کہ دعوت اسے پہنچی نہیں۔

② ہدایت کی تلاش کا ارادہ ہی نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے دل میں اپنے اعمال کے بارے میں کچھ خیال آتا ہے۔ گویا پہلے والا کہتا ہے کہ میرے رب اگر میں جانتا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں اس کے بجائے تیرا دین کچھ اور ہے تو میں اسے حاصل کرتا اور اپنا موجودہ عمل چھوڑ دیتا لیکن میں صرف وہی کرتا ہوں جو میں جانتا ہوں اس کے علاوہ کی مجھ میں طاقت واستطاعت نہیں ہے یہی میری آخری کوشش ہے اور یہی میری کلی معلومات ہیں۔

جبکہ دوسرا جو کچھ کر رہا ہے اس پر راضی ہے کسی اور چیز کو اس پر ترجیح دینے کے لیے تیار ہی نہیں ہے اور نہ اس کے دل میں کسی تحقیق تلاش وجستجو کا خیال آتا ہے۔اس کے خیال میں عجز وقدرت میں فرق ہی نہیں ہے۔حالانکہ دونوں عاجز ہیں مگر یہ کبھی خود کو پہلے والے کے ساتھ ملانا نہیں چاہے گا اس لیے کہ دونوں میں فرق ہے پہلے والے کی مثال ایسی ہے جیسے فترہ کے دوران دین کو تلاش کر رہا ہے مگر کامیاب نہیں ہوا لہٰذا اس سے پھر گیا مگر مکمل کوشش کرنے کے بعد نا کام عاجز اور لاعلم ہو کر۔جبکہ دوسرے نے دین کو تلاش ہی نہیں کیا اور اپنی شرکیہ حالت پر مرگیا اگر یہ بھی تلاش کرتا تو یہ بھی عاجز آجاتا (اسے بھی نہ ملتا) مگر فرق ہے طلب کرنے والے عاجز اور اعراض کرنے والے عاجز میں۔ (عقيدةالموحدين ـحكم تكفير المعين والفرق بين قيام الحجة وفهم الحجة:ص١٨٤)

اہل فترہ کے وہ لوگ کہ جو حجت پر تنقید کرتے ہیں ان کا عذر جب قبول نہیں تو پھر قرآن وسنت کی موجودگی میں تو عذر بدرجہ اولیٰ قابل قبول نہیں ہے

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن ؒ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ جاہلیت عرب کے مشرکین پر متعین کر کے حکم لگایا گیا کہ ان کے سامنے دلائل واضح ہو گئے۔

حدیث میں آتا ہے:

((مامررت عليه من قبر دوسي أوقرشي فقل له: ان محمداً يُبشرك بالنار))

''میں کسی بھی دوسی (قبیلہ دوس) یا قریش کے قبر پر نہیں گزرا مگر میں نے انہیں (مخاطب کر کے) کہا کہ محمد ﷺ تمہیں جہنم کی بشارت دے رہے ہیں۔'' (مسند احمد:٤/١٤)

حالانکہ یہ لوگ اہل فترہ تھے تو ہم ان لوگوں کو (کیسے معذور سمجھیں) جو اس امت میں پیدا ہوئے پلے بڑھے، جوان ہوئے قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ سنیں۔توحید کے وجوب کے بارے میں فقہی احکام سے واقف ہوئے شرک کی حرمت اور اس سے ممانعت سے باخبر ہیں اور اگر کوئی قرآن پڑھ چکا ہے تو اس کا معاملہ تو اور بھی بڑا ہے (کہ اس کے باوجود بھی) وہ شرک کے جواز کے لیے عناد سے کام لے رہا ہے اور صالحین اور اولیاء کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے اور اس عبادت کو پسندیدہ کام سمجھتا ہے بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے لیے قرآن سے دلائل موجود ہیں ایسے آدمی کا کفر تو شمس نصف النہار سے بھی زیادہ واضح ہے۔جو ایسے شخص کے تکفیر میں کوئی بھی اسلام اور اس کے احکام وقواعد سے واقف شخص توقف نہیں کرے گا۔(منهاج التاسيس والتقديس ص:١٠٢)

(آپ ان لوگوں کی جہالت کا اندازہ کریں جو ان ممالک کو اسلامی قرار دیتے ہے مثلاً: مصر، ترکی، سوڈان، اور پاکستان وغیرہ اور پھر ان قبر پرستوں کو معذور سمجھتے ہیں۔اللہ اس گمراہی سے ہمیں محفوظ رکھے)

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن ؒ فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کا عذر قبول نہیں کیا جس کے پاس کتاب نہیں تھی اور وہ شرک اکبر میں مبتلا ہو گئے تھے۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

((ان الله نظرالى أهل الأرض،فمقتهم عربهم وعجمهم الّابقايا من أهل الكتاب))(صحيح مسلم)

''اللہ نے اہل زمین کو دیکھا تو ان کے عرب وعجم کو ناپسند کیا سوائے چند اہل کتاب کے۔''

پھر ایسی امت کے افراد کا عذر کیسے قبول کیا جا سکتا ہے۔جس کے پاس اللہ کی کتاب ہوا سے پڑھتے ہوں سنتے ہوں جبکہ یہی کتاب اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (ابراهيم:٥٢)

''یہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے (کتاب نازل ہوئی) ہے تاکہ اس کے ذریعے سے یہ لوگ خبردار ہو جائیں اور جان لیں کہ وہ (اللہ) اکیلا معبود ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔'' (الدررالسنية:١١/٤٦٦)

ہر مشرک پر ایک شبہ یا غلط فہمی غالب آتی ہے جو اسے شرک کی طرف دھکیل دیتی ہے

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر مشرکوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ اس پر کوئی شبہ غالب آ جاتا ہے جو اسکے کفر و شرک کا تقاضا کرتا ہے۔

﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَ لَآ اٰبَآؤُنَا﴾(الانعام:۱۴۸)

''اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ﴾(النحل:۳۵)

''اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے علاوہ کسی چیز کی عبادت نہ کرتے''

ان کو قدریہ والا شبہ ہوا ہے تو انہوں نے اللہ کا دین اس کی شریعت کو مشیت قدریہ کونیہ کے ذریعے سے رد کر دیا ہے۔نصاریٰ کو شبہ اقنوم ثلاثہ اور (عیسیٰ علیہ السلام) کے اللہ کا بیٹا ہونے کا شبہ ہوا تھا۔اس شبہ کی وجہ یہ بنی کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے کلمہ کے ذریعے تو ان پر یہ معاملہ مشتبہ بناوہ تمام اقوام میں مشہور تھے کہ وہ دینی مسائل کے ادراک میں غبی (جاہل) ہیں۔اس لئے انہوں نے سمجھا کر کلمہ نے ناسوت (اللہ) کا لباس اوڑھ لیا ہے اور وہی مسیح کی ذات میں آ گیا ہے۔وہ خلق وامر میں فرق نہیں کر سکے۔وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ خلق کلمہ کے ذریعے ہوتا ہے وہ نفس کلمہ نہیں ہوتا۔اللہ نے ان کے اس شبہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنی کتاب میں اسکا رد وابطال بھی کیا ہے۔

﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ﴾(آل عمران:۵۹)

''عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے ہاں آدم کی طرح ہے''

﴿وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ﴾(النساء:۱۷۱)

''اور اسکا کلمہ (حکم) ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کیا ہے''

رسولوں کے اکثر دشمنوں کو اس طرح کے شبہات درپیش ہوتے تھے۔

(منهاج التأسيس والتقديس ص:۱۰۲،۱۰۳)

(اکثر ایسا ہوتا ہے) ہر مشرک کو شبہ یا غلط فہمی لاحق ہوتی ہے جو اس کے کفر کا تقاضا کرتی ہے

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اتحادیہ اور حلولیہ جس کفر اور شرک اکبر اور حقیقتِ وجودِ رب العالمین کی تعطیل میں مبتلا ہوئے ہیں اپنی اجتہادی غلطی کی بنا پر ہوئے ہیں خود بھی گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔حلاج کو اہل فتویٰ کے اجتماعی فتویٰ کی بنیاد پر قتل کیا گیا تو یہ بھی اس گمراہ کن اجتہاد کی بنا پر تھا۔قرامطہ کو کافر قرار دیا گیا اور وہ جس طرح بدترین افکار میں ملوث ہوئے اور شریعت کا پٹہ اپنے گلے سے اتار پھینکا تو یہ بھی ان کے خیال میں اجتہاد ہی تھا۔رافضہ نے جو کچھ کہا اور جو کفر شرک اور بارہ اماموں کی عبادت کو روا رکھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیں سیدہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو کچھ کہا یہ سب ان کے مزعومہ اجتہاد کا نتیجہ تھا۔(منهاج التأسيس والتقديس ص:۲۱۸)

کفر صرف عناد کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ جہالت کی وجہ سے بھی ہوتا ہے

شیخ عبداللہ ابو بطین رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: علماء اسی لیے کہتے ہیں کہ جس نے ابلیس کی طرح تکبر کی وجہ سے نافرمانی کی وہ بالاتفاق کافر ہے جس نے خواہشات سے (مغلوب ہوکر) نافرمانی کی وہ اہل سنت کے نزدیک کافر نہیں ہے اور جس نے حرام کو حلال سمجھ کر اس کا ارتکاب کیا وہ بالاتفاق کافر ہے۔حرام کو حلال سمجھنا کبھی اعتقادی ہوتا ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ نے اسے حرام نہیں کیا اور کبھی اس بات کا اعتقاد نہیں ہوتا کہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے یہ تب ہوتا ہے جب انسان کا ربوبیت یا رسالت پر ایمان کمزور ہو چکا ہے اس میں خلل آ چکا ہو یہ صرف انکار ہوتا ہے بغیر کسی پیش بندی کے کبھی یہ جانتے ہوئے کہ اللہ نے اسے حرام کر دیا ہے مگر کبھی عناد کی وجہ سے اس حرمت کا خیال نہیں کرتا تو ایسا کرنے والا مذکورہ دیگر دونوں قسم کے افراد کے برعکس یہ بدترین کافر ہے۔اس جیسے مسائل پر شیخ رحمہ اللہ نے کافی بحث کی ہے۔اور کفر کو صرف عناد کے ساتھ خاص نہیں کیا ہے باوجود یہ واضح ہونے کے کہ ایسے لوگوں کی اکثریت جاہل ہوتی ہے وہ نہیں

جانتے کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یا کر رہے ہیں وہ کفر ہے مگر اس لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ان کو معذور نہیں سمجھا جائے گا اس جیسے مسائل میں۔ (الدرر السنية: ١٠/٣٦٩)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر شرک اکبر کا مرتکب اپنی جہالت کی بنا پر معذور سمجھا جائے تو پھر کس کا عذر قبول نہ کیا جائے گا؟ اس کا نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ اللہ کی حجت کسی پر قائم نہیں ہوئی سوائے عناد کی وجہ سے کفر کرنے والے پر اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے لیے اصول کو ترک کرنا تو ممکن نہ ہوگا۔ اور اس طرح تناقض کا شکار ہوگا اس لیے کہ اس کے لیے ممکن نہ ہوگا کہ وہ اس شخص کے کفر میں توقف کرے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت یا مرنے کے بعد زندگی یا دیگر اصول دین میں سے کسی اصول میں شک کرے اور شک کرنے والا جاہل ہوتا ہے۔ فقہاء اپنی کتب میں مرتد کا حکم لکھتے وقت مرتد کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ مرتد وہ مسلمان ہے جو اسلام لانے کے بعد قول یا فعل یا شک یا اعتقاد کی وجہ سے کفر کرے اور شک کا سبب جہالت اور لاعلمی ہی ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ ہم یہود و نصاریٰ اور چاند سورج اور بتوں کے پجاریوں کو کافر نہ کہیں اس لیے کہ وہ بھی جاہل ہیں نہ ان لوگوں کو کافر کہیں جنہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جلا دیا تھا اس لیے کہ ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ جاہل تھے جبکہ یہود و نصاریٰ کو کافر نہ سمجھنے والے کو بھی مسلمانوں نے بالاجماع کافر کہا ہے یا ان کے کفر میں شک کرنے والا ہو وہ بھی بالاجماع کافر ہے۔ حالانکہ ان کی اکثریت جاہل ہوتی ہے۔

دلائل اس بات پر کہ اصولِ دین میں جہالت عذر نہیں

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ نے کہا ہے: جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دی یا ایک صحابی کو گالی دی اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خدا ہے یا نبی ہے یا سیدنا جبریل علیہ السلام نے (وحی دینے میں) غلطی کی ہے تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ جو اس کی تکفیر میں توقف کرتا ہے اس کے کفر میں بھی شک نہیں ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے سوائے چند کے جو کہ دس سے زیادہ نہ تھے یا یہ کہے کہ صحابہ نے فسق کیا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جہل کو عذر نہیں مانتے ان کی یہ عبارات واضح ہیں۔ ان میں جاہل کو مستثنیٰ نہیں کیا ہے جہاں تک ان سے منقول اس بات کا تعلق ہے کہ وہ جہمیہ کو معذور سمجھتے تھے انہیں کافر نہیں کہتے تھے تو یہ قول ان کا اسماء و صفات اور مسائل خفیہ میں ہے۔ جبکہ مسائل ظاہرہ مثلاً اولیاء کو پکارنا یا اہل قبور کو یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان میں عذر کے قائل نہیں ہیں۔ عموماً تو ہمارے دلائل کی بنیاد قرآن و سنت ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ و دیگر علماء معصوم نہیں ہیں۔

﴿وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ﴾ (بنی اسرائیل:٢٣)

"تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ صرف اس کی عبادت کرو۔"

جو لوگ کہتے ہیں: کہ اس آیت میں قضی معنی ہے کہ تقدیر میں لکھ دیا ہے اور جب اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے لہٰذا بتوں کی عبادت کرنے والے دراصل اللہ ہی کی عبادت کر رہے ہیں۔ ایسا کہنے والے اللہ کی تمام کتابوں کا انکار کر رہے ہیں کفر کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات کہنے والے عالم، زاہد و عبادت گزار قسم کے لوگ ہیں۔ ان کے اس دعوے کا سبب ان کا جہل ہے۔ اللہ نے کفار کے بارے میں بتایا کہ انہیں رسولوں کی دعوت میں شک تھا انہیں قیامت میں اٹھائے جانے کے بارے میں بھی شک تھا۔ انہوں نے رسولوں سے کہا تھا:

﴿وَ اِنَّا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَیۡہِ مُرِیۡبٍ﴾ (ابراهيم:٩)

"ہم تمہاری دعوت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ بے یقینی کا شکار ہیں۔"

دوسری جگہ ہے:

﴿اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحۡنُ بِمُسۡتَیۡقِنِیۡنَ﴾ (جاثية:٣٠)

"ہم نے صرف ایک خیال ہی کیا ہے ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں۔"

کفار سے متعلق اللہ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّہُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ﴾ (الاعراف:٣٠)

’’انہوں نے شیطانوں کو اللہ کے علاوہ دوست بنالیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہدایت پر ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾(الکهف:۱۰۳-۱۰۴)

’’کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں جن کے اعمال خسارے میں ہیں۔ جن کی سعی دنیا میں رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہتر کام کررہے ہیں۔‘‘

اللہ نے ان کو جاہل کہا ہے:

﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّايَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَاوَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾(الاعراف:۱۷۹)

’’ان کے دل ہیں مگر اس سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے، آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں، یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں۔‘‘

اللہ نے مقلدین کی مذمت کی ہے:

﴿اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآئَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾(زخرف:۲۲)

’’ہم نے اپنے آباواجداد کو ایک طریقے پر پایا ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔‘‘

اس کے باوجود انہیں کافر کہا ہے: شیخ موفق الدین ابومحمد بن قدامہ رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ ہے۔ کیا ہر مجتہد کا اجتہاد صحیح ہوتا ہے پھر جمہور کے قول کو ترجیح دی ہے کہ ہر مجتہد صحیح اجتہاد (ہروقت) نہیں کرسکتا بلکہ مجتہدین کے اقوال میں ایک قول صحیح ہوتا ہے۔ کہتے ہیں جاحظ کا خیال ہے کہ جس نے ملت اسلام کی مخالفت کی اور جب اس نے غور کیا تو وہ حق کی رسائی سے عاجز آ گیا تو یہ شخص معذور ہے گناہ گار نہیں ہے۔ کہتے ہیں جاحظ کی بات باطل ہے اللہ کے ساتھ کفر ہے اس کے رسول کی تردید ہے ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہود ونصاریٰ کو اسلام اور اپنے اتباع کی دعوت دی اور ان کے اپنے مذہب پر جمے رہنے کی مذمت کی جبکہ یہود ونصاریٰ کی اکثریت مقلدوں کی تھی جو اپنے باپ دادا کے دین کو تقلیداً اپنائے ہوئے تھے وہ رسول ﷺ کے معجزات اور صداقت سے واقف نہ تھے۔ اس بات پر دلیل قرآن میں بہت سی آیات ہیں مثلاً:

﴿ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾(ص:۲۷)

’’یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں‘‘۔

﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ﴾(حٰمٓ السجدة:۲۳)

’’یہ تمہارا وہ خیال ہے جو تم نے اپنے رب سے متعلق رکھا اس نے تمہیں برباد کیا‘‘۔

﴿اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ (جاثية:۲۴)

’’یہ لوگ صرف خیال ہی کرتے رہتے ہیں‘‘۔

﴿وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَىْءٍ﴾ (مجادلة:۱۸)

’’یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی چیز (عقیدہ) پر ہیں‘‘۔

﴿وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف:۳۷)

’’وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں‘‘۔

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ (الكهف:١٠٣، ١٠٤)

’’کیا ہم تمہیں اعمال میں خسارہ اٹھانے والوں کی خبر نہ دیں جن کی کوشش دنیا میں ناکام ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں‘‘۔

خلاصہ یہ کہ رسول ﷺ کو جھٹلانے والوں کی اللہ نے جو مذمت کی ہے کتاب وسنت میں وہ لاتعداد ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ جس نے پانچ نمازوں میں سے کسی ایک کا انکار کیا یا کسی ایک کے بارے میں کہا کہ یہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے یا روٹی کے حلال ہونے کا انکار کیا یا شراب کی حرمت کا انکار کیا یا اس میں شک کیا اگر وہ ان مسائل سے واقف تھا تو کافر ہے اگر واقف نہ تھا تو اسے ان کے بارے میں بتایا جائے گا اس کے بعد بھی اگر انکار کرے تو کافر ہوگا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ علماء نے یہ نہیں کہا کہ حق ظاہر ہونے کے بعد اگر وہ عناد کی وجہ سے نہ مانا تو کافر ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم کسی کے بارے میں یہ کیسے جان سکتے ہیں کہ وہ عناد رکھنے والا ہے جب تک وہ خود نہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ حق ہے مگر میں اس کو نہیں اپناتا جبکہ ایسا شخص تو ہمیں کوئی نہیں ملے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ہر مذہب میں ایسی بہت سی لاتعداد باتیں ہیں افعال ہیں۔

اعتقادات ہیں کہ ان کے مرتکب کو کافر کہا جاتا ہے مگر عناد کی شرط کسی نے نہیں لگائی جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تاویل اجتہاد تقلید یا جہل کی وجہ سے کفر کرنے والا معذور ہے۔ یہ دعویٰ کرنے والا کتاب وسنت اور اجماع کا مخالف ہے اس کے لیے لازمی ہے کہ یہ اصول کو ترک کر دے اور اصول کے ترک سے قطعی کافر ہوگا۔ جیسا کہ علماء کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کی رسالت میں شک کرنے والے کے تکفیر میں توقف کرنے والا کافر ہے۔ (یعنی یہ سوچ کے اسے کافر کہوں یا نہ کہوں تو ایسا شخص بھی بلا جماع کافر ہے۔)

(الدرر السنية ١٢/٦٩-٧٣)

مخالفین ہمیشہ ایک شبہ سے استدلال کرتے ہیں

سوال شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کا دفاع کرنے والے کچھ لوگ اس قصے سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی تھی کہ مجھے مرنے کے بعد جلا دو، یہ اس سے دلیل لیتے ہیں۔ جہالت کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں قرار پاتا۔

جواب اللہ نے اپنے رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تا کہ لوگوں کے پاس رسولوں کے آنے کے بعد کوئی بہانہ وحجت نہ رہے۔ رسولوں کو جو سب سے بڑا اہم کام دے کر بھیجا گیا وہ ایک اللہ کی عبادت ہے بغیر شرک اور شرک سے ممانعت یعنی غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا۔ اب اگر شرک اکبر کا مرتکب جہل کی وجہ سے معذور ہے تو پھر وہ کون سا عمل ہوگا جسے معذور نہ کہیں؟ ’’یعنی کیا شرک سے بھی بڑا کوئی گناہ ہے جس میں جہالت قبول نہیں؟‘‘ اور جس آدمی نے اپنے جلانے کی وصیت کی تھی اور اللہ نے اسے بخش دیا اس کے باوجود اسے اللہ کی صفات میں سے ایک صفت میں شک تھا اس کو اللہ نے اس لیے بخشا کہ اس کے پاس رسالت نہیں پہنچی تھی بہت سے علماء نے یہی کہا ہے اس واقعہ کے بارے میں اس لیے شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے اللہ کی صفات میں سے کسی صفت میں شک کیا ایسی صفت کہ جس سے عام طور پر بے خبر نہیں رہا جاتا تو وہ شخص کافر کہلائے گا اور اگر وہ صفت ایسی تھی جو عام طور پر اکثر کو معلوم نہیں ہوتی تو کافر نہ ہوگا۔

اسی لیے رسول ﷺ نے اس آدمی کو کافر قرار نہیں دیا جس نے اللہ کی قدرت میں شک کا اظہار کیا تھا اس لیے کہ رسالت پہنچنے کے بعد ہی کافر کہا جا سکتا ہے۔ ابن عقیل رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔ اور اسے اس شخص پر قیاس کیا ہے جسے دعوت نہیں پہنچی ہو۔

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ نے صفات میں اس بات کو اختیار کیا ہے کہ جاہل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ البتہ شرک وغیرہ میں ایسا نہیں ہوگا۔ ان کے کلام کا کچھ حصہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور یہ بھی کہ جو ان کافروں کے کفر میں شک کرے شیخ رحمہ اللہ نے انہیں بھی کافر کہا ہے۔ ان کے کلام کو اپنانے والے کہتے ہیں: مرتد وہ ہے اللہ کے ساتھ شرک کرے یا وہ رسول ﷺ سے بغض رکھے یا آپ ﷺ کی شریعت سے نفرت کرے یا ہر منکر کے ترک سے دلی طور پر انکار کرے (موحدین کو توجہ کرنی چاہیے) یا یہ خیال کرے کہ صحابہ میں سے کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے جنگ میں کفار کا ساتھ دیا۔ یا ایسا کرنا جائز سمجھے یا کسی ایسے فرعی مسئلے کا انکار کرے جس پر اجماع ہو چکا ہو یا اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے بنائے اور ان پر بھروسہ وتوکل کرے انہیں پکارے ان سے دعائیں کرے تو یہ بالاجماع کافر ہے۔ جو شخص اللہ کی صفات میں سے کسی ایسی صفت میں شک کرے جن سے عام طور پر لاعلمی نہیں برتی جاتی تو وہ مرتد ہے اور اگر وہ صفت ایسی ہو کہ جو عام طور پر معلوم نہیں ہوتی تو اس میں شک کرنے والا مرتد نہیں ہے (ابن تیمیہ رحمہ اللہ صفات میں لاعلمی پر کافر نہیں کہتے) اسی لیے نبی ﷺ نے اللہ کی قدرت میں شک کرنے والے کو کافر نہیں کہا۔ مکفرات کے بارے میں شیخ

ﷺ کی رائے گزرگئی کہ صفات کے بارے میں جاہل وغیر جاہل کا فرق ہے۔اس کے ساتھ شیخ ﷫ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جہمیہ کی تکفیر میں توقف کیا ہے۔تو یہ احمد (بن حنبل) ﷫ کے نصوص کے خلاف ہےاور دیگر ائمہ اسلام کے بھی خلاف ہے۔

احمد ﷫ کہتے ہیں: ہر وہ بدعت جس کے داعی پر ہم نے کفر کا فتوی دیا ہے اس میں مقلد کو ہم فاسق قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ خلق قرآن کے قائل یا جو لوگ اللہ کے علم کو مخلوق کہتے ہیں یا اس کی اسماء کو مخلوق کہے۔یا یہ کہے کہ آخرت میں اللہ کو نہیں دیکھا جا سکے گا یا صحابہ کرام ﷡ کو دین کی وجہ سے برا بھلا کہے یا یہ کہے ایمان صرف اعتقاد کا نام ہے۔جو شخص اس بدعت سے واقف ہوا اور اس کی طرف دعوت دیتا ہو اس کے لیے مناظرے کرتا ہو اس کے کفر پر حکم لگایا گیا ہے۔

احمد بن حنبل ﷫ نے کئی مقامات پر دلائل دیئے ہیں ان کی جہالت کے باوجود ان پر کفر کا فتوی لگایا جا چکا ہے۔(الدرر السنية: ٢١/٦٨،٧٤)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن ﷫ کہتے ہیں: جس آدمی نے اپنے گھر والوں کو اپنے جلانے کی وصیت کی تھی وہ آدمی موحد تھا مشرک نہیں تھا۔

یہ حدیث سے ثابت ہے:فقد ثبت من طريق أبي كامل عن حماد عن ثابت عن أبي رافع عن أبي هريره ﷛ ((لم يعمل خيرًا قط الا التوحيد))

ابو ہریرہ ﷛ فرماتے ہے: ''اس نے توحید کے علاوہ کوئی اچھا عمل نہیں کیا تھا۔''

لہٰذا اس واقعہ کو زیر بحث مسئلے میں دلیل بنانا صحیح نہیں ہوا۔

(منهاج التأسيس والتقديس ص٢١٨)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اصول دین کے مسائل میں جہل کسی کے لیے عذر نہیں بن سکتا۔

الخاتمة

اہل توحید سے ہماری گزارش ہے

ادلہ شرعیہ اور اہل علم کے کلام سے یہ واضح اور ثابت ہونے کے بعد کیا اب بھی مرتد کی تکفیر میں کوئی تردد باقی ہے؟

ہم یہ بھی یاد دلاتے ہیں کہ میں نے نو شبہات پیش کیے ہیں۔

(عربی: کتاب الحق والیقین فی عداوۃ الطغاۃ والمرتدین)

اور اردو کتاب (اللہ کے باغیوں سے دشمنی کیوں اور کیسے؟) نامی کتاب میں یہ شبہات پیش کیے ہیں۔ اور یہ کتاب انٹرنیٹ پر بھی با آسانی دستیاب ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے دلوں میں سے تمام شبہاے کا خاتمہ فرمائے اور ہمیں حق اور باطل میں تمیز کرنے کی کی توفیق عطا فرمائے۔

ابوعبدالرحمٰن الاثری فضیلۃ الشیخ سلطان بن بجاد العتیبی رحمہ اللہ

۱۴۲۲/۱۱/۵ھ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Muslim World Data Processing Pakistan

http://www.muwahideen.tz4.com

http://www.muwahideen.tk

email : info@muwahideen.tk